اپریل 2002ء

ماہنامہ
طلوعِ اسلام
لاہور

قرآنی نظامِ ربُوبیت کا پیامبر

لمعات

خراجِ عقیدت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کا تذکرہ ہے تو قرآن کی بات کر

قرآنک سنٹر کراچی، صدر

The Status of Hadith

مجلّہ طلوعِ اسلام کا اجراء 1938ء میں علامہ اقبالؒ کے ایماء اور قائد اعظمؒ کی خواہش پر عمل میں آیا

قُرآنی نظامِ ربُوبیّت کا پیامبر

ماہنامہ
طلوعِ اسلام
لاہور

بدل اشتراک
سالانہ
پاکستان -/170 روپے
غیر ممالک -/1000 روپے

خط و کتابت
ناظم ادارہ طلوعِ اسلام (رجسٹرڈ) ۲۵-بی گلبرگ ۲ لاہور ۵۴۶۶۰
ٹیلی فون: 5714546-5753666
idara@toluislam.com

قیمت فی پرچہ
-/15 روپے

Bank Account Number 3082-7 National Bank of Pakistan, Main Market Gulberg Branch, Lahore.

جلد 55 | اپریل 2002ء | شمارہ نمبر 4

ایڈیٹر

محمد سلیم اختر

مجلس مشاورت

ڈاکٹر صلاح الدین اکبر

محترمہ شمیم انور

اکاؤنٹنٹ/ڈسپیچ کلرک ---- محمد زمرد بیگ

کمپوزر ---- شعیب حسین

انتظامیہ

چیئرمین ------- ایاز حسین انصاری

ناظم ------ محمد سلیم اختر

ناشر ------ عطاء الرحمٰن ارائیں

قانونی مشیر

عبداللہ ثانی ایڈووکیٹ

ملک محمد سلیم ایڈووکیٹ

محمد اقبال چوہدری ایڈووکیٹ

اقبال ادریس ایڈووکیٹ

پرنٹرز: آفتاب عالم پریس، ہسپتال روڈ لاہور - فون: 7232584

فہرست

لمعات

QURANOCRACY	ابن مریم' لاہور	3
قرآنک سنٹر و لائبریری ہال	محمد اقبال' کراچی	6
قرآں کا تذکرہ ہے تو قرآں کی بات کر	علی محمد چدھڑ' گوجرانوالہ	11
نماز کی اہمیت	ادارہ	14
خراجِ عقیدت	ڈاکٹر شبیر احمد' فلوریڈا	19
پاکستان میں علامہ پرویزؒ کا درس قرآن	ادارہ	43

ENGLISH SECTION

Correspondence between M.M. Farhat and

Lord Nazir Ahmed 47

The Status of Hadith

Chapter 9

Translated by Aboo B.Rana 64

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ابن مریم)

لمعات

QURANOCRACY

صدر جنرل پرویز مشرف کی تقریر نے سوچ کی ایک لہر بیدار کی ہے، موافقت اور مخالفت میں آوازیں اٹھنا تو ایک قدرتی سی بات ہے لیکن اب بحث کا دائرہ تقریر سے بڑھ کر، طرز حکومت اور تصور پاکستان تک پھیل چکا ہے۔ کھلم کھلا کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کو ایک سیکولر معاشرہ اور حکومت بنانا مقصود تھا، قائداعظم بھی یہی چاہتے تھے۔

برحق کہ قائداعظم پاکستان کو ایک مذہبی یا تھیوکریٹک ریاست نہیں بنانا چاہتے تھے اور یہ بات انہوں نے قیام پاکستان کے ابتدا کے دنوں ہی میں کہہ دی تھی، فروری ۴۸ء میں اہل امریکہ کے نام پیغام میں انہوں نے فرمایا تھا۔ ''یہ مسلمہ بات ہے کہ پاکستان میں کسی صورت میں بھی تھیاکریسی رائج نہیں ہوگی جس میں حکومت مذہبی پیشواؤں کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے کہ وہ خدائی مشن کو پورا کریں''۔ مگر وہ اسے سیکولر ریاست بھی بنانا نہیں چاہتے تھے۔ سیکولرازم کے دعویدار تو گاندھی اور جواہر لال کی کانگریس بھی تھی جس کے صدر تحریک پاکستان کے دور میں ابوالکلام آزاد تھے جنہیں امام الہند کا لقب بھی حاصل تھا۔

دراصل ہمارے ذرائع ابلاغ۔ جیسے کیسے بھی یہ رہے ہیں۔ اس کے کرتا دھرتا قیام پاکستان کی اصل و بنیاد سے اکثر و بیشتر ناواقف رہے ہیں، حامیان تحریک کا سارا زور کبھی ایک طرف ہندو کے تعصب، عدم رواداری، مسلم دشمنی اور دوسری طرف مسلمانوں کی معیشتی زبوں حالی، تعلیم میں پسماندگی رہا ہے، اس طرح سے اسے علیحدگی کی ایک مذہبی تحریک کا رنگ دے دیا گیا۔ ماڈرن، بزعم خود روشن خیال، پروگریسو طبقے نے اسے مسلمانوں کی تحریک خود ارادیت کا نام دے دیا۔ آیئے ذرا اس پر نگاہ ڈالیں کہ اصل بات کیا تھی۔ آپ دیکھیں گے کہ جس کا سارے فسانے میں کوئی ذکر نہ تھا وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔

۱۹۴۰ء میں جب لاہور ریزولیشن پاس ہوا اور ۴۰ء سے ۴۷ء تک ذرا مخالفت میں کھڑے لوگوں کا جائزہ لیا جائے تو بات ذرا نکھر کر سامنے آجائے گی۔

ہندو کی مخالفت قدرتی بات تھی، بھارت ماتا کی تقسیم گئوہتھیا ہی کی طرح ناقابل قبول تھی اور پھر مغربی طرز جمہوریت میں

انہیں مسلمان اقلیت پہ سدا کی حکمرانی کی نوید تھی اور انا کی تسکین بھی کہ جن بیرونی حملہ آوروں نے ہزاروں برس کی تاریخ میں اپنا علیحدہ تشخص برقرار رکھا' چاہے وہ حکمران رہے ہوں یا دوسری قوموں کے ساتھ مشترک محکوم۔ ان کو آخر کار زیر کرسکیں گے۔

انگریز کے لئے اس کی مخالفت بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ صدیوں سے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ملک کو انہوں نے اپنی تنظیمی قابلیت کے بل پہ بظاہر ایک ملک بنایا ان کے جاتے ہی پھر سے تقسیم ہو جائے اور کوئی حصہ مغربی تصور جمہوریت سے مختلف نظام حکومت کو اپنا آئیڈیل قرار دے اور انگریز کو چیلنج کرتا ہوا الگ ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ نڈھال برطانوی سامراج کے لئے یہ بہت بڑی شکست تھی' مگر مقابل میں آہنی ارادوں اور اٹل یقین وایمان کے حامل ایک قائد کی قیادت میں اس وقت کی دس کروڑ کی ایک متحد قوم سیسہ پلائی دیوار بن چکی تھی۔ قائد کی شخصیت بقول ماؤنٹ بیٹن برف کی ایک سل تھی جس پہ بیرونی دباؤ بے معنی تھا' جس کی ناں کو ہاں میں دنیا کی کوئی طاقت نہیں بدل سکتی تھی۔ مگر مخالفت یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس لڑائی میں ایک اور فریق بھی تھا اور یہ تھے کانگریس اور متحدہ ہندوستان کے وہ حامی مسلمان جو مذہبی جماعتوں کا لیبل ماتھوں پہ سجائے قائد کی مخالفت میں سرگرم تھے' اس کے مغربی لباس' مغربی تعلیم' مغربی رہن سہن کو ہدفِ تنقید بناتے تھے۔ خود کو مذہب کے علمبردار اور دینیات پہ اتھارٹی کہتے تھے' یہ نیشنلسٹ مسلمان ابوالکلام' عبدالغفار' آصف علی' سید محمود' کے روپ میں تھے' یہ احرار کے روپ میں بھی تھے' انصار کی شکل میں بھی اور جماعت اسلامی کے رنگ میں بھی۔ ان سب کا کہنا تھا کہ ہم سے زیادہ مسلمانوں کا ہمدرد کون ہو سکتا ہے اور اسلام کے تقاضے ہم سے زیادہ کون جانتا ہے۔ سیدھے سادھے مسلمان عوام پہ ان کے تقدس کا رعب بھی تھا مگر ادھر لاکھ مولانا سہی ادھر ایک ہی مردِ مجاہد' ایک قلندر:

فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا
قلندر جز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا

وہ کہتے تھے متحدہ ہندوستان میں کانگریس ہمیں مذہبی شعائر کی' رسومات کی' نماز' روزے کی' زکوٰۃ وحج کی' نکاح وطلاق کے نجی معاملات کی ضمانت دیتی ہے ہمیں اور کیا چاہئے۔

غور کیجئے تو اس طرح سے ان کی چودھراہٹ ہی نہیں معاملات پہ خصوصی گرفت کو دوام حاصل ہوتا۔ دوسری طرف قائداعظم تھے جو ہر موقعہ پر قرآن پاک کی بالادستی کے علمبردار تھے۔ مولانا حضرات کی طرح اتھارٹی ہونے کے دعویدار نہ تھے' خود ۱۹۴۱ء میں حیدرآباد عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء کے سوال کے جواب میں اعتراف کیا کہ ''میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ ملا نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلام کی اپنے طور پر کوشش کی ہے' اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔۔''

اور اس مطالعے اور غور وفکر نے اس غیر معمولی ذہین شخص کو کیا بصیرت بخش دی' کن دوٹوک لفظوں میں اسلامی حکومت کی

امتیازی خصوصیت پیش کی۔ فرمایا ''اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی' قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں' اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے''۔ اور یہ کہہ کر قیام پاکستان کا جواز دیا کہ '' حکمرانی کے لئے لامحالہ آپ کو علاقہ اور مملکت کی ضرورت ہے''۔ قائداعظمؒ جیت گئے' پاکستان بن گیا۔ مخالف اسے تسلیم کرنے پہ مجبور تو ہوئے مگر اندر ہی اندر چوٹ کھائے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے رہے' انگلستان کی پارلیمان میں آواز سنی گئی کہ یہ تقسیم عارضی ہوگی اور سیکولرازم کے دعویدار نہرو نے بھی کہا کہ ہم معاشری طور پر یا دوسرے طریقوں سے پاکستان کو مجبور کر دیں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل آ کر ہم سے درخواست کرے۔۔۔۔ اور مذہب کے یہ علمبردار بھی جوق در جوق اسی ملک میں پناہ گیر ہوئے جسے وہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت کا درجہ دیتے تھے۔ اور پھر مسلسل و متواتر ہر حکومت کو گردن زدنی قرار دیتے رہے کہ وہ یہاں پہ شریعت نافذ نہیں کرتی۔ مطلب یہ کہ اقتدار ہمیں دو کہ ہم ہی یہ کام کر سکتے ہیں۔ یعنی تھیا کریسی مذہبی پیشوائیت کی حکومت .... اور فرقوں میں بٹی اس مذہبی پیشوائیت کو ایک ڈکٹیٹر نے اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے ڈھیل دی' مراعات دیں' کسی حد تک شریک اقتدار کیا تو ملک فرقہ بازی اور انتشار اور باہمی جدال و قتال کا شکار ہو کر رہ گیا' امن و امان' چین سکون ملک سے رخصت ہو گئے۔

یہ لوگ اب بھی یہی راگ الاپ رہے ہیں' ضرورت ہے کہ ہم قائداعظم کے خیالات کو' ان کی تقاریر کو اپنے سامنے رکھیں وہ نہ تھیا کریسی کے حق میں تھے نہ ہی مغربی سیکولریت کے' وہ قرآنی مملکت کے داعی تھے۔

مرحوم ڈاکٹر سید عبدالودود نے اس نظام حکومت کے لئے ایک نیا لفظ لغت کو دیا تھا' ضرورت ہے کہ اسے دہرایا جائے کہ وہ قاطع ہے ہر طاغوتی نظام کا۔ خواہ وہ شہنشاہیت ہو (ملوکیت) کمیونزم ہو یا مغربی پارلیمانی جمہوریت۔ اور وہ لفظ ہے قرآنو کریسی (Quranocracy)۔ قرآن میں دیئے گئے تصورات (معاشی' معاشرتی' معیشی' سیاسی) کی روشنی میں' اس کی ابدی اقدار کی پابند حکومت کہ اسی میں انسانیت کی فلاح ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سانحہ ہائے ارتحال

گذشتہ دنوں محمد اکرم خان خاکوانی انتقال کر گئے۔ مرحوم سال ہا سال تک فیصل آباد بزم کے نمائندہ رہے۔ علمی شخصیت کے مالک تھے ملک کے طول و عرض میں قرآنی فکر کے احباب ان سے آشنا تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ادارہ مرحوم کے اعزہ و اقارب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

محترم کامران ارشد' جاوداں ارشد کے والد محترم گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ مرحوم حفیظ جالندھری کے قریبی عزیز تھے اور قرآنی فکر سے متمسک تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ادارہ ان کے صاحبزادگان اور دیگر اعزہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد اقبال، کراچی

قرآنک سنٹر ولائبریری ہال

قرآنک سنٹر ولائبریری ہال (A-446، کوہ نور سنٹر، عبداللہ ہارون روڈ، کراچی) کی تقریب افتتاح کے موقع پر نمائندہ بزم طلوع اسلام (صدر) کراچی محترم محمد اقبال صاحب نے اپنے خطاب میں بزم ہذا کے قیام سے لے کر قرآنک سنٹر کی تعمیر تک کے حالات پر جس انداز سے روشنی ڈالی، اس کی اہمیت کے پیش نظر، اسے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

تشکیل پاکستان کے بعد سے عروس البلاد کراچی کو قرآنی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ بانی تحریک جناب پرویز مرکزی حکومت میں ایک ذمہ دار عہدیدار تھے۔ چند برس ادھر وہ حکومت پاکستان کی ملازمت سے فارغ ہو کر لاہور منتقل ہو گئے جس کا سبب کچھ یوں تھا کہ بعض مذہبی قوتیں لاہور میں جمع ہو گئی تھیں۔ ان کے خواب متحدہ ہندوستان میں شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے تھے۔ ان کے انتقامی حربے کھل کر ظاہر ہو رہے تھے۔ کیونکہ وہ عناصر تحریک پاکستان کو سبوتاژ کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئے تھے۔ جناب پرویزؒ حضرت علامہ اقبالؒ کے ترجمان تھے اور بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کے معتمد خاص تھے۔ جناب پرویز کو قائداعظم کا کس قدر اعتماد حاصل تھا۔ پورے برصغیر میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔

میں جو عرض کر رہا ہوں وہ ریکارڈ پر ہے۔ ماہنامہ طلوع اسلام کا شمارہ اٹھایئے۔ آخری صفحہ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت قائداعظمؒ کا مراسلہ پرویز صاحب کے نام کیا واضح کر رہا ہے۔ برصغیر میں کوئی دوسرا شخص اس پائے کا نہیں ملتا۔ جس سے قائداعظمؒ نے ایڈوائس لی ہو۔

آگے بڑھتے ہیں۔ مگر نہیں، ضروری ہے کہ اجمالی سا تذکرہ کر دیا جائے۔ پرویز صاحب دوران ملازمت برطانوی ہند کے دور میں پاکستان موومنٹ کی بھرپور حمایت کرتے رہے۔ بیشمار مضامین لکھے۔ دہلی میں سیکریٹریٹ کی مسجد میں جمعہ کے روز لیکچر دیتے تھے۔ اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہوئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کرتے تھے۔ علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے ایماء پر طلوع اسلام کا (باقاعدہ) اجراء ۱۹۳۸ء میں ہوا۔ ہندوستان میں سیکولر عناصر، احرار جماعت، یونینسٹ علماء، پاکستان مخالف مذہبی جماعتیں اور پرو کانگریس علماء کے اعتراضات اور مخالفت کا محاذ پرویز صاحب نے کامیابی سے سر کیا۔ ان تمام تہہ در تہہ سازشوں کے علی الرغم پاکستان وجود میں آیا........... یہاں پہنچ کر انہی عناصر نے دین اسلام کو نئی تکنیک سے مذہب کے نام سے اس قدر شدومد سے پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ تاکہ سرمایہ داری، جاگیرداری اور مذہبی پیشوائیت کو سادہ لوح مسلمان عین اسلام کی منشاء تصور کریں۔ جناب پرویز نے اسی خطرہ کو بھانپتے ہوئے

ریٹائرمنٹ سے قبل ملازمت کو خیر باد کہا اور یکسوئی کے ساتھ قوم کے سامنے قرآنی نظام ربوبیت کو پیش کرنا اپنا اولین نصب العین قرار دیا۔ جسے انہوں نے اپنی وفات تک قائم رکھا۔

وطن عزیز کے دیگر بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے شہروں میں بزم ہائے طلوع اسلام کے دفاتر میں ہفتہ وار درس قرآنی کا سلسلہ جاری ہے' کتب دستیاب ہیں' ماہوار مجلّہ شائع ہوتا ہے۔ اہم تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر سادہ لوح بندہ سمجھتا ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ گاہے بگاہے مختلف آوازیں سننے میں آتی ہیں۔ پرویزؒ کا نام لئے بغیر لوگوں کو دعوت دی جائے۔ پرویز کا نام ایک رکاوٹ ہے' عملی کام شروع کیا جائے۔ فلاحی کاموں میں حصہ لیا جائے۔ ایک جماعت تشکیل دی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان مبینہ امور کا بغور جائزہ لیا جائے تو تحریک اپنے مقاصد اور اغراض سے دور ہٹ جائے گی۔ ہمارے کرم فرماؤں کا یہی پلان ہے کہ تحریک کی افرادی قوت Man Power کو مناظروں اور جھگڑوں میں الجھایا جائے...... یہ تحریک خالص فکری تحریک ہے۔ اگر فکر خام ہو تو انسانی توانائیاں اور مساعی رائیگاں چلی جاتی ہیں۔ کیا گردوپیش پر نظر ڈالنے سے آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ صبح و شام محراب و منبر سے' بڑے بڑے مذہبی اداروں کی طرف سے' وطن عزیز میں موجود متعدد مذہبی جماعتوں کی طرف سے اور بڑی بڑی مذہبی درسگاہیں اسلام پیش کر رہی ہیں اور ہر لحہ تکریم انسانیت کی تذلیل ہو رہی ہے' فرقہ واریت کا کینسر امت کو ہلاک کر رہا ہے۔ معاشی' صنعتی' اقتصادی اور فنی ترقی رک گئی ہے۔ جناب پرویزؒ نے اس کا حل قرآن سے پیش کیا کہ ''جو اپنے فیصلے اللہ کے نازل کردہ ضابطے کے مطابق نہیں کرتے۔ پس وہ اللہ کے انکار کرنے والے ہیں۔''

پرویز صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ اس فتوے کے معانی یہ ہیں کہ پرویز صاحب ان علماء کو اتھارٹی تسلیم نہیں کرتے۔ پرویز صاحب ان علماء کے پیش کردہ طبقاتی' جاگیردارانہ' سرمایہ دارانہ اور ہامانی مذہب کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ اللہ کی راہ میں حائل پتھر اور روڑے ہٹاتے ہیں اور زندگی کی شاہراہ پر جو sign post نصب ہیں ان پر مستقل اقدار خداوندی تحریر کرتے ہیں۔

اس قرآنک سینٹر تک پہنچنے کی داستان دلخراش ہے۔ پس منظر میں نہایت حوصلہ شکن اور مایوس کر دینے والے واقعات ہیں۔ ہم درویش لوگ ہیں آپ لوگوں کو افسردہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ حوصلہ افزا اور حیات آور بشارتیں سنانا چاہتے ہیں' قرآنک سینٹر میں تشریف رکھنے والے بعض افراد واقف ہیں کہ ہم نے جب اپنی رضا اور منشاء سے بزم کا علم ہاتھ میں لیا تو نظر بظاہر ہمارے پاس وسائل نام کی ایک شے بھی نہ تھی۔ ہاں اس وقت ہمارے ارادوں میں عزم تھا۔ آج بھی ہے اور یہ قرآنک سینٹر آپ کے سامنے ہے۔ یہ کسی فرد واحد کی ذاتی جائیداد نہیں۔ ادارہ طلوع اسلام رجسٹرڈ لاہور متبوسط چیئرمین اس کا (custodian) کسٹوڈین ہے۔ بزم اس کی نگران ہے۔ امین ہے۔ ہفتہ واری درس قرآن کے علاوہ یہاں سیمینار اور مذاکرے منعقد کریں گے۔ ایک فورم ہے جہاں اظہار خیالات کے لئے صاحبان فکر و نظر کو دعوت دی جائے گی۔ باہمی مشاورت سے اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں گے۔

اس قرآنک سینٹر کے حصول کے سلسلہ میں ہمیں ادارہ کے چیئرمین صاحب کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ انہوں نے قیمتی مشوروں سے نوازا' ہماری راہنمائی فرمائی۔ دوران تعمیر انہوں نے

لاہور سے آ کر یہاں کام ہوتے دیکھا۔ ٹرسٹ کی چیف ایگزیکٹو محترمہ ڈاکٹر زاہدہ درانی صاحبہ نے ہماری حوصلہ افزائی کی۔ ٹرسٹ کے منیجر جناب حسین قیصرانی صاحب نے نہایت حسن کارانہ انداز میں رابطہ باہمی قائم رکھا۔ ادارہ کے سینئر وائس چیئرمین جناب عبداللہ ثانی صاحب نے لاہور میں منعقد ہونے والے اجلاس میں جس طرح اپنی تائیدی تحسین اور اخلاص سے ہماری توانائیوں کو دولتِ تقویت سے نوازا ہے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ بزم کویت سے محترم عبیدالرحمن ارائیں صاحب اور محترم بشیر اے عابد صاحب نے اپنے قلم سے جس طرح کراچی بلڈنگ پروجیکٹ کو پروموٹ کیا ہے نیز انہوں نے مالی اعانت کر کے ایک خطیر رقم دی ہے ہم ان احباب کے بے حد ممنون ہیں۔ بزم لندن کے جناب مقبول فرحت نے جس انداز سے اپنے اہل خانہ اور اپنے ذاتی دوستوں سے عطیات حاصل کر کے اس قرآنک سینٹر کو حقیقت بنانے میں تعاون کیا ہے، ہمیں پاکستان کے معمار اول سرسید احمد خان یاد آتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ جناب مقبول فرحت نے کراچی بلڈنگ پروجیکٹ کو امریکہ اور یورپ تک روشناس کرایا ہے۔ انہوں نے محترمہ شمع احمد صاحبہ کو کامیابی سے Motivate کیا جو کہ لندن کی ایک کاؤنٹی کی فاضلہ رکن ہے انہوں نے ہماری مالی اعانت فرمائی۔ ہم ان کا آج شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ناروے کی بزم کے احباب نے قرآنک سینٹر کو ''اپنا کاز'' جانا اور ایک بڑی رقم بھیجی ان کی کوششوں سے فرانس (پیرس) کے ایک دوست نے اعانت کی آج وہ دوست یہاں موجود نہیں ان کا اخلاص اور جذبہ قرآنک سینٹر کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ بزم ٹورنٹو کینیڈا کے محترم خان جی اور ان کی مجاہد صفت اہلیہ محترمہ نے جس قدر ایثار اور قربانی کا ثبوت دیا ہے بزم کراچی ان کی بے حد شکر گزار ہے۔ محترمہ بیگم خان جی جب پاکستان تشریف لائیں انہوں نے ہال کو دیکھتے ہوئے بعض مزید سہولتوں کے فراہم کرنے کے لئے مزید مالی تعاون فرمایا۔ محترم خان جی اور بیگم صاحبہ آج یہاں موجود ہیں۔ ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ بزم کراچی کی سرپرستی فرماتے رہیں۔ ان احباب کے علاوہ کراچی سے جناب پروفیسر ڈاکٹر ایم اے قریشی صاحب، جناب چوہدری مختار احمد صاحب، جناب خواجہ مشتاق احمد صاحب، جناب عزیز مون صاحب جناب سید علی اختر رضوی صاحب، جناب محمد ریاض قریشی صاحب بانی رکن جناب محمد افتخار الحق صاحب، سینئر ترین ساتھی تحریک طلوع اسلام ان احباب نے قرآنک سینٹر کی تعمیر کے دوران ہماری اس قدر اعانت فرمائی ہے اس کی تفصیل بتانے کے لئے ایک علیحدہ نشست کی ضرورت ہے۔ خواتین و حضرات کوئی اڑھائی تین برس قبل ہم نے مالی تعاون کے لئے اپیل کی تھی جس کا آغاز ہوٹل جبیس سے ہوا تھا۔ ہوٹل جبیس کے ایک واجب الاحترام دوست محترم ملک محمد خلیل صاحب کے تعاون کا ذکر کرنا ضروری ہے جو کہ تقریب میں موجود ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں نے بڑھ چڑھ کر ہماری اپیل پر مالی اعانت میں حصہ لیا۔ طلوع اسلام کے قارئین کے علم میں ہے کہ ایسے تمام عطیات دینے والے حضرات اور خواتین کے اسمائے گرامی مجلّہ میں شائع ہو چکے ہیں اور اب ریکارڈ کا حصہ ہیں۔ ان تمام خواتین و حضرات نے قرآنی شیدائی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ ان کے ''جنون'' کی عمر دراز کرے۔

قرآنک سینٹر کے اس فورم پر گفتگو کرتے ہوئے ہم جناب حاجی امان اللہ صاحب اور محترم اے خالق صاحب کے

دیانتدارانہ اور حسن کارانہ کاروباری معاملے نوٹ کرنے کے بعد جس طرح تکمیل تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ فراخدلی سے تعاون فرمایا یہ ہماری خوش بختی ہے۔ جناب محمد عابد میمن صاحب اس پروجیکٹ کے ڈویلپرز ہیں ان کا تعاون ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا۔ میمن صاحب اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود آج یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ کراچی الیکٹرانکس ڈیلر ایسوسی ایشن کے صدر جناب محمد عرفان خان صاحب نے ہمیں نوازا ہے' تشریف لائے ہیں' ان سے ہماری درخواست ہے کہ ہمیں اپنی سرپرستی میں رکھیں تاکہ قرآنک سینٹر اپنے تبلیغی پروگرام حسن وخوبی سے انجام دیتا رہے۔

اور آخر میں ایک اپیل۔ قرآنک سینٹر کے ہال کی تعمیر کے بعد بعض Over Head Expenditure ہوئے۔ ہمیں صحیح اندازہ نہ تھا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ ادھورا چھوڑ دیا جاتا۔ لہٰذا ہمیں بعض احباب سے قرضہ حسنہ کے طور پر تقریباً ایک لاکھ روپے لینا پڑے۔ حسب وعدہ اس کی ادائیگی کا وقت آپہنچا ہے۔ اور ہم آج پھر آپ سے اپیل کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ سے عطیات کی اپیل کرتا ہوں۔ تعاون کی کئی شکلیں ہیں۔ دینی کتب' احادیث کی کتب' فقہ' تفسیر' تاریخ' سیرت' اور تحقیقی کتب درکار ہیں تاکہ سینٹر کی لائبریری میں مطالعہ کے لئے ہر طالب علم کے لئے موجود ہوں۔ ہم قرآنک سینٹر کے فروغ کے لئے ایک فنڈ قائم کر رہے ہیں جس کا نام ''قرآنک سینٹر پروموشن'' ہے۔ مخیّر حضرات اور خواتین سے اپیل ہے کہ وہ اپنے عطیات نقد' پے آرڈر' چیک اور ڈرافٹ کی شکل میں اکاؤنٹ نمبر 1-60299 حبیب بنک کورنگی روڈ D.H.A برانچ میں جمع کرا سکتے ہیں۔

والسلام شکریہ

محمد اقبال

CM 7173
1-03-2002

ضرورت رشتہ

برسرروزگار' باکردار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان (MBA) عمر 33 سال کو لیڈی ڈاکٹر (MBBS/BDS) کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کی عمر 28-27 سال ہو۔ خواہش مند حضرات درج ذیل پتہ پر بذریعہ ای۔میل یا خط رابطہ کر سکتے ہیں۔

Email:win_win@www.com

ا۔ب معرفت ادارہ طلوع اسلام' ۲۵ بی گلبرگ ۲' لاہور

ایم۔ایس۔سی کمپیوٹر سائنسز' Self-employed' سافٹ ویئر کا ذاتی کاروبار' 26 سالہ نوجوان کے لئے قرآنی فکر کے حامل گھرانے سے' جو کہ یورپ یا امریکہ میں مکین ہو' موزوں بچی کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ درج ذیل پتوں پر کیا جا سکتا ہے۔

کاشف حفیظ معرفت حسین قیصرانی

طلوع اسلام ٹرسٹ' 25 بی' گلبرگ 2' لاہور

PAMPHLETS - - پمفلٹس

ادارہ طلوع اسلام دینی موضوعات پر پمفلٹس شائع کرتا رہتا ہے۔

فی پمفلٹ قیمت 1 روپے ڈاک خرچ فی پمفلٹ 4 روپے کے حساب سے بھیج کر طلب فرمائیں۔

1- آرٹ اور اسلام
2- ....
3- اسلام کیا ہے؟
4- ....
5- اسلام آگے کیوں نہ چلا؟
6- ....
7- اسلام ہی کیوں سچا دین ہے؟
8- ....
9- اندھے کی لکڑی
10- بنیادی حقوق انسانیت اور قرآن
11- جہاں مارکس ناکام رہ گیا
12- حرام کی کمائی
13- ....
14- ....
15- دوقومی نظریہ
16- روٹی کا مسئلہ
17- ....
18- ....
19- ....
20- عورت قرآن کے آئینے میں
21- فرقے کیسے مٹ سکتے ہیں؟
22- قرآن کا سیاسی نظام
23- قرآن کا معاشی نظام
24- قوموں کے تمدن پر جنسیات کا اثر
25- کیا قائداعظمؒ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے؟
26- کافرگری
27- ....
28- مقام اقبالؒ
29- مرزائیت اور طلوع اسلام
30- مقام محمدی ﷺ
31- ماؤزے تنگ اور قرآن
32- ہم میں کیریکٹر کیوں نہیں؟
33- ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
34- Islamic Ideology
35- Is Islam a Failure?
36- Why Islam is the Only True Deen?
37- Parmanent.Values
38- اسلامی قانون کی اصل و بنیاد کیا ہے؟
39- انسانیت کا آخری سہارا
40- پاکستان کی نئی ''زیارت گاہیں''
41- نماز کی اہمیت
42- ہم عید کیوں مناتے ہیں؟
43- Why Do We Lack Character?
44- ہندو کیا ہے؟
45- قوموں کی تعمیر فکر سے ہوتی ہے ہنگاموں سے نہیں!
46- ہماری نمازیں اور روزے بے نتیجہ کیوں ہیں؟
47- اسلامی مملکت کے سربراہ کی معاشی ذمہ داریاں
48- اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری
49- قیامت موجود
50- اسلام اور مذہبی رواداری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علی محمد چدھڑ

قرآں کا تذکرہ ہے تو قرآں کی بات کر

''نُورِ بصیرت'' میاں عبدالرشید صاحب کا ایک مستقل کالم ہے۔ جس کے تحت وہ گاہے بگاہے مختلف دینی موضوعات زیر بحث لاتے رہتے ہیں۔ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 24/1/2002 میں ''سنت وحدیث'' کو بطور موضوع چنا گیا۔ لیکن عموماً مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ 'سنت وحدیث' کے موضوع کو بھی نہیں بدلا جاتا۔ یہاں تک کہ موضوع کا متن بھی وہی رہتا ہے اور سابقہ ریکارڈ سے ہی نقل کر کے اسے شائع کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے میں کیا مصلحت ہے یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ دین کے معاملات نازک ہوتے ہیں ذرا یہ تو دیکھ لیا جائے کہ جس حدیث کو امت مسلمہ کی راہ نمائی کے لئے بنیاد بنایا گیا ہے کیا اس سلسلہ میں اس کے برعکس بھی کچھ حوالے موجود ہیں اور اگر ایسا ہے تو پھر اس ایک حدیث کو ان سب پر کیوں ترجیح دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل تمام حوالوں میں ذکر صرف قرآن کا ہے سنت کا کوئی ذکر نہیں۔ جیسے حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ نے فرمایا:

(۱) اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ ہے۔ اللہ کی کتاب قرآن۔ (انسانیت موت کے دروازے پر' مولانا ابوالکلام آزاد کی مشہور تصنیف)۔

(۲) میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ جب تک اس پر کاربند رہو گے راہ راست سے نہ ہٹو گے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب (محسن انسانیت نعیم صدیقی ص ۵۸۷)

(۳) میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں کہ جب تک اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے وہ ہے اللہ کی کتاب (مشکوٰۃ شریف' جلد اول' ص ۵۶۵)

(۴) لوگو! توجہ سے سنو اور یاد رکھو۔ ممکن ہے آئندہ مجھے تم سے ملنے کا موقع نہ مل سکے۔ میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے۔ جس کو اگر تم مضبوط پکڑو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے یاد رکھو وہ قرآن ہے۔ (تاریخ الامت علامہ اسلم جیراج پوری' جلد اول' ص ۱۸۵)

ان حوالوں کے مطابق حضور اکرمؐ نے ہمارے لئے صرف ایک چیز چھوڑی ہے۔ اور وہ خدا کی کتاب ہی ہے۔ لہٰذا دو چیزوں والی بات درست نہیں اور یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر کسی حدیث میں اختلاف پیدا ہو جائے تو وہ بقول مولانا ابوالکلام آزاد یقینیات دینیہ کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ پس وہ ظنی اور قیاسی ہے۔

مزید برآں۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ ''کیا

(تمہارے لئے) اللہ کی طرف سے نازل کردہ یہ کتاب کافی نہیں''۔ (۲۹/۵۱)۔ یہ فرمان خداوندی ہے جس کا جواب ہے یقیناً کافی ہے اور اس میں کوئی حیل وحجت نہیں۔ لہٰذا یہاں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں کسی دوسری چیز کی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی سلسلہ میں فرمایا تھا کہ **حسبنا کتاب اللہ** کہ میرے لئے خدا کی کتاب کافی ہے۔

قرآن کریم اپنے مطالب کی تشریح آپ کر دیتا ہے۔ اس کی تلاش کے لئے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں پڑتی جیسے آفتاب کو چراغ سے نہیں ڈھونڈا جاتا (القرآن ۴۱/۱۷۵)۔ قرآن کو قرآن سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو تمام امور کو ابھار اور نکھار کر پیش کر دیتی ہے (۱۶/۸۹)۔

علاوہ ازیں یہ کہ ہم نے اس قرآن کو ایسی زبان میں آسان کر دیا جسے یہ لوگ آسانی سے سمجھ سکیں (۴۴/۵۸)۔

مذکورہ بالا کالم میں آگے چل کر فاضل کالم نگار احادیث کو یقین کی حد تک قابل اعتماد ثابت کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ ''احادیث کو مرتب کرنے میں بڑی کاوش سے کام لیا گیا اور اسے باقاعدہ فن کا درجہ دیا گیا۔ ایک طرف روایات کے تسلسل اور روایت کرنے والوں کے قابل اعتماد ہونے پر زور دیا گیا۔ دوسری طرف روایت۔ روایت کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ آیا حضورؐ نبی اکرم کے انداز اور زبان کے مطابق ہے۔ قرآن پاک کے مطابق ہے۔'' اور سچی بات تو یہ ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کی مطابقت کے بعد کسی مزید کاوش اور تگ ودو کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن کی سند کے بغیر کوئی تگ ودو اور کاوش کسی حدیث کو اعتماد کا سرٹیفکیٹ نہیں دلا سکتی۔

میاں صاحب احادیث کی صداقت کے لئے ایک اور شہادت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''یہ بھی درست نہیں کہ حضور نبی اکرمؐ کے دور مبارک میں کوئی مجموعۂ احادیث تحریر میں نہیں آیا تھا۔''

(۱) فاتح مصر محمد بن العاصؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ جو زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ انہوں نے حضرت نبی اکرمؐ کی اجازت سے ایک مجموعۂ احادیث باقاعدہ قلم بند کیا تھا جسے صحیفۂ صادقہ کہتے تھے۔

(۲) حضرت انسؓ کے پاس ایک تحریر شدہ مجموعۂ احادیث تھا جس کے متعلق وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے وہ احادیث حضورؐ نبی اکرم کی خدمت میں پیش کر کے ان کی منظوری حاصل کر لی تھی۔

بہرحال احادیث کے متعلق یہ ایک بڑا انکشاف ہے۔ لیکن یہ جان کر دل ودماغ پر ہیجانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ آخر الامر ان مجموعوں کا کیا بنا۔ کہاں گئے وہ نادر شاہکار۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو حضورؐ نبی اکرم ایسے مجموعوں پر اپنی منظوری کی مہر لگائیں لیکن دوسری طرف یہ بھی فرما دیں کہ قرآن کے علاوہ میرا کوئی قول قلم بند نہ کرو۔ اگر کوئی ایسا قول لکھ چکا ہے تو اسے مٹا دے، کم از کم حضورؐ کے متعلق تو ہم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ مجموعے آج اگر کہیں موجود نہیں تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خود انہیں تلف کرا دیا ہوگا' یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کسی چیز سے منع فرماویں اور صحابہ کبارؓ ایسا نہ کریں۔

صرف کتاب اللہ ہی ورثہ کے طور پر: - اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔ پھر ان میں سے کچھ تو قرآن کے مطابق عمل کرنے سے آگے بڑھ جائیں گے۔ کچھ میانہ روی اختیار کریں گے اور کچھ ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جو اسے (کتاب اللہ کو) چھوڑ کر اپنے آپ پر ظلم

کریں گے'' (۳۲/۳۵)۔

آیت کا مطلب صاف ہے۔ یعنی حضور نبی اکرمؐ نے امت کی راہ نمائی کے لئے بطور ورثہ صرف قرآن ہی چھوڑا تھا اور یہاں بھی کسی مجموعۂ روایات کا کوئی تذکرہ نہیں۔

اور رسول کہے گا:۔ ''اے میرے رب یہی ہے میری وہ قوم جس نے اس قرآن کو اپنے خودساختہ اعتقادات کی رسیوں سے اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ وہ آزادی سے دوقدم بھی چلنے کے قابل نہیں رہا تھا'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے شکایتاً کہا جارہا ہے کہ میری قوم نے اس قرآن کریم کو نظرانداز کر دیا ہے (۲۵/۳۰) یہاں بھی صرف قرآن کا ذکر ہے۔ اگر احادیث کو بھی امت کی حوالے کیا ہوتا تو قرآن کے ساتھ اسے بھی قرآن کی طرح نظرانداز کرنے کا ذکر ضرور آجاتا۔

یہاں بات قیاس کی نہیں اُصول کی ہے۔ جس کی بناء پر حضور نبی اکرمؐ نے امت واحدہ تشکیل فرمائی۔ یہ وہ امت تھی جس کا نظام ایک تھا۔ ضابطہ خداوندی ایک تھا۔ مرکز ایک تھا۔ دین ایک تھا۔ راستہ ایک تھا۔ نصب العین ایک تھا۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف تھا نہ افتراق۔ ان حالات میں یہ بات ممکن نہیں کہ اپنے بعد وہی پیغمبرؐ امت کو ایک کی بجائے دو دستور العمل دے کر اسے لاتعداد فرقوں میں بانٹ دے اور اس طرح وحدت کے انقلابی پروگرام کو خیرباد کہہ دے۔ قرآن ہمارے پاس اصلی شکل میں موجود ہے اگر کبھی اختلاف کی نوبت آجائے تو قرآن ہی سے وہ اختلافات دور ہوسکتے ہیں (۱۶/۶۴)۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب تک کتاب و سنت کی اصطلاح ایجاد نہیں ہوئی۔ قرآن کے سوا کسی اور ''اولیاء'' کی اطاعت نہ تھی (۷/۲-۳) دین اسلام تمام ادیان پر غالب تھا۔ جونہی قوانین خداوندی میں خارج از قرآن کا عمل دخل عام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ آخری دین بھی روبہ زوال ہوگیا۔ یہ ہمارے سوچنے کا مقام ہے کہ مذہبی پیشوائیت کے برعکس علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کی تحریروں اور تقریروں پر نظر ڈالیں تو کسی جگہ بھی سنت کی اصطلاح استعمال نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کی جگہ اسوۂ حسنہ۔ سیرت پاک اور خلق عظیم جیسے مبارک الفاظ نظر آئیں گے۔ سارے قرآن میں الحمد سے لے کر الناس تک سنتِ رسول کی اصطلاح نہیں ملے گی۔ البتہ اس کی جگہ سنت اللہ بطور اللہ کے قانون کا ذکر ضرور آیا ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا قرآنی مفہوم کے برعکس آخر ہمارا مذہبی طبقہ سنت رسول پر اتنا اصرار کیوں کرتا ہے۔ بات یہ نہیں کہ وہ اس کا عاشق صادق ہے۔ بلکہ اس کی اپنی مصلحتیں ہیں جنہیں وہ کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

السنۃ:۔ لفظ سنت کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز کا جاری رہنا اور یکے بعد دیگرے آتے جانا' یہیں سے اس کے معنی عادت۔ روش۔ طور طریق' مسلک و مشرب کے آتے ہیں اور آئین قانون کے بھی۔ قرآن میں قانون کی جگہ پر سنت کا لفظ استعمال ہوا ہے اور قوانین خداوندی کو سنت اللہ سے تعبیر کیا ہے۔

سنت رسول:۔ قرآن رسول پر نازل ہوا اور اسی کے ذریعہ سے آپؐ نے نوع انسان کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی اور آپؐ کا اپنا عمل بھی قرآن کریم کی تعلیمات پر ہی تھا اور ظاہر ہے سنت رسول بھی قرآن کی تعلیم کو ہی کہا جائے گا۔

سنت رسول کی حیثیت:۔ راہ نمائی صرف اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا: اللہ نے تمہاری طرف کتاب نازل کی اور اپنے قوانین کی حکمت اور غرض و غایت سے آگاہ کیا اور تمہیں وہ کچھ سکھایا جسے تم (تنہا عقل کی رو سے) کسی قیمت پر سیکھ نہ سکتے تھے۔ یہ اللہ کا بڑا ہی عظیم فضل ہے۔ جو تم پر کیا گیا ہے (۴/۱۱۳)۔ لہٰذا تم لوگوں کے معاملات کے فیصلے اللہ کی نازل کردہ اس کتاب کے مطابق کرو۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی اہمیت

طلوع اسلام کے خلاف مسلسل ہونے والے منفی پروپیگنڈا کے زیر اثر ہمارے نئے قارئین کی طرف سے اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ طلوع اسلام یا پرویز صاحب کا نماز سے متعلق نظریہ کیا تھا؟ سو ان احباب کے استفادہ کے لئے نماز سے متعلق پرویز علیہ الرحمتہ کی وہ تحریریں جو طلوع اسلام کے مختلف پرانے شماروں اور کتابوں میں شامل ہیں' ان کو یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے آپ اس کاوش کو مفید پائیں گے۔ (مدیر)

ایک صاحب نے مجھ سے حسب ذیل سوالات دریافت کئے ہیں۔

(۱) آپ کہتے ہیں کہ اسلام قوانین خداوندی کا نام ہے۔ اس میں نماز کی اہمیت اور مقام کیا ہے؟

(۲) نماز اور صلوٰۃ میں کیا فرق ہے۔ آپ نے کہیں اس کی صراحت کی ہے کہ صلوٰۃ سے مراد نماز ہے؟

(۳) کیا آپ نماز کی موجودہ شکل کے علاوہ کوئی اور شکل تجویز کرتے ہیں؟

جواب

(۱) اسلام نام ہے زندگی کے ہر شعبے میں احکام خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا۔ ان کی پوری پوری اطاعت کرنے کا۔ نماز' اس طرح سر تسلیم خم کرنے کا عملی اعتراف اور محسوس مظاہرہ ہے۔ خدا کے سامنے سر جھکا دینے (سجدہ ریز ہو جانے) سے انسان اس امر کا اقرار (یا اظہار) کرتا ہے کہ وہ اپنے ہر ارادے' فیصلے اور عمل میں اس کے احکام کی اطاعت کرے گا۔ جس کا دل' جذبات فرماں پذیری اور اطاعت گزاری سے لبریز ہو' اس کا سر خود بخود خدا کے حضور جھک جائے گا اور جو خدا کے حضور سر جھکانے میں عار یا سبکی محسوس کرتا ہے وہ اس کی اطاعت کیا کرے گا؟ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ جو شخص زندگی کے مختلف شعبوں میں قوانین خداوندی سے سرکشی برتتا ہے' اس کا نماز میں رسمی طور پر سر جھکا دینا' مقصد صلوٰۃ کو پورا نہیں کر سکتا۔

(۲) نماز فارسی (بلکہ پہلوی) زبان کا لفظ ہے جو اہل ایران کے قدیم طریق پرستش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں یہ لفظ' اجتماعات صلوٰۃ کے لئے استعمال کر لیا گیا اور اب ہمارے ہاں یہی لفظ مروج ہے (میں سمجھتا ہوں کہ جو اصطلاحات قرآن کریم نے مقرر کی ہیں انہیں اسی طرح استعمال کرنا زیادہ اچھا ہے) قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے جو معنوی اعتبار سے بڑا وسیع اور جامع ہے۔ اس کے بنیادی معنی کسی کا اتباع یا اطاعت و محکومیت اختیار کرنا ہیں۔

قرآن کریم نے اس لفظ کو نماز کے اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ لہٰذا جب ہم نماز کا لفظ بولیں گے تو اس کا مطلب صرف نماز ہوگا۔ لیکن جب صلوٰۃ کا لفظ استعمال کریں گے تو اس میں نماز بھی آ جائے گی اور اس کے علاوہ اور مفہوم بھی۔ میں نے اکثر مقامات پر اس کی صراحت کر دی ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ نماز کے اجتماعات کے لئے بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔ مثلاً لغات القرآن میں لفظ صلوٰۃ (مادہ ص۔ل۔و(ی) کے تحت آپ کو یہ عبارت ملے گی۔

صلوٰۃ کے جو مختلف مفاہیم اوپر بیان ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ایک عبد مومن، زندگی کے جس گوشے میں بھی قوانین خداوندی کے مطابق اپنے فرائض منصبی ادا کرتا ہے وہ فریضہ صلوٰۃ ہی کو ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے لئے وقت، مقام یا شکل کا تعین ضروری نہیں۔ لیکن قرآن کریم میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں صلوٰۃ کا لفظ ایک خاص قسم کے عمل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی وہ آیات دی گئی ہیں جن میں صلوٰۃ کا لفظ نماز کے لئے آیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے۔

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ ان اجتماعات کے لئے بھی آیا ہے جنہیں عام طور پر نماز کے اجتماعات کہا جاتا ہے۔ (نماز کا لفظ عربی زبان کا نہیں۔ پہلوی زبان کا ہے)۔

اس کے بعد ارکان صلوٰۃ کی اہمیت کے سلسلے میں لکھا ہے۔

انسان اپنے جذبات کا اظہار جسم کے اعضا کی محسوس حرکات سے بھی کرتا ہے اور یہ چیز اس میں ایسی راسخ ہو چکی ہے کہ اس سے یہ حرکات خود بخود سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ غم و غصہ، خوشی، تعجب، عزم و ارادہ، ہاں اور نہ، وغیرہ قسم کے جذبات اور فیصلوں کا اظہار، انسان کی طبعی حرکات سے بلا ساختہ ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت جذبات عزت و احترام اور اطاعت و انقیاد کے اظہار کی ہے۔ تعظیم کے لئے انسان کا سر بلا اختیار نیچے جھک جاتا ہے۔ اطاعت کے لئے ''سرتسلیم خم'' ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قرآن کریم عمل کی روح اور حقیقت پر نگاہ رکھتا ہے اور محض (Formalism) کو کوئی وزن نہیں دیتا، لیکن جہاں کسی جذبہ کی روح اور حقیقت کے اظہار کے لئے (Form) کی ضرورت ہو، اس سے روکتا بھی نہیں۔ بشرطیکہ اس (Form) ہی کو مقصود بالذات نہ سمجھ لیا جائے۔ صلوٰۃ کے سلسلہ میں قیام و سجدہ وغیرہ کی جو عملی شکل ہمارے سامنے آتی ہے وہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ان جذبات کا اظہار اجتماعی شکل میں ہوگا تو اظہار جذبات کی محسوس حرکات میں ہم آہنگی کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے، ورنہ اجتماع میں انتشار ابھرتا دکھائی دے گا۔ احترام و عظمت، انقیاد و اطاعت اور فرماں پذیری و خود سپردگی کے والہانہ جذبات کے اظہار میں نظم و ضبط کا ملحوظ رکھنا بجائے خویش بہت بڑی تربیت نفس ہے۔

مفہوم القرآن میں قرآنی اصطلاحات کے ضمن میں لکھا گیا

ہے۔

قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ''اقامت صلوٰۃ'' ہے جس کے عام معانی نماز قائم کرنا یا نماز پڑھنا کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ میں، قوانین خداوندی کے اتباع کا مفہوم شامل ہوگا۔ بنابریں اقامت صلوٰۃ سے مفہوم ہوگا ایسے نظام یا معاشرہ کا قیام جس میں قوانین خداوندی کا اتباع کیا جائے۔ یہ اس اصطلاح کا وسیع اور جامع مفہوم ہے۔ نماز کے اجتماعات میں قوانین خداوندی کے اتباع کا تصور، محسوس اور مجسمی ہوئی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر اقامت صلوٰۃ سے مراد اجتماعات نماز ہیں اور کس مقام پر قرآنی نظام یا معاشرہ کا قیام۔ مفہوم القرآن میں یہ معانی اپنے اپنے مقام پر واضح کر دیئے گئے ہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ میں نے صلوٰۃ کے معنی نماز اور اقامت صلوٰۃ کے معنی اجتماعات صلوٰۃ کا قیام واضح الفاظ میں دیئے ہیں اور اس سے مراد وہی نماز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں۔

(۳) ایک مقام پر نہیں، متعدد مقامات پر اور ایک مرتبہ نہیں، متعدد بار اس حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امت کے مختلف فرقے جس جس طریق سے نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں ان میں کسی قسم کے رد و بدل کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے میں فرقہ اہل قرآن سے بھی اختلاف رکھتا ہوں جنہوں نے اپنے لئے الگ نماز تجویز کر رکھی ہے۔

البتہ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر مسلمانوں میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہو جائے اور وہ تمام امت کے لئے نماز کی ایک ہی شکل تجویز کر دے تو یہ امت میں وحدت پیدا کرنے کے لئے بڑا موثر اقدام ہوگا۔ یہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہد رسالت مآب اور خلافت راشدہ میں، امت ایک ہی طریق پر نماز ادا کرتی ہوگی۔ اس وقت امت میں وحدت تھی۔ اس لئے جب ہم پھر سے اسی عہد سعادت مہد کی طرف رخ کریں گے تو امت میں وحدت پیدا کرنے کی کوشش بھی ضرور کرنی ہوگی اور نماز اس کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اب امت میں وحدت پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں، تو میں اس سے بحث نہیں کرتا۔

(''طلوع اسلام'' نومبر و دسمبر ۱۹۶۱ء، ص ۱۲)۔

نماز کی اہمیت

میں نے ایسی باتیں بھی سنی ہیں کہ بعض اراکین بزم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اب جو اسلام کو سمجھا ہے، اس کی بناء پر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ''طلوع اسلام'' نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر فخر کرو؟ آپ نے غیر قرآنی روش زندگی کو تو نہ چھوڑا، اور اس کے بجائے اس قسم کی باتیں کرنے لگ گئے اور ستم بالائے ستم کہ اپنے آپ کو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستہ ظاہر کر کے ایسی باتیں کرنے لگے۔ طلوع اسلام پر آخر یہ کتنا بڑا الزام ہے جو آپ نے عائد کر دیا۔

ذاتی طور پر مجھ میں بھی کمزوریاں ہیں اور میں ہمیشہ اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن یہ انتہائی ظلم ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کے لئے جواز کی صورتیں تلاش کرنے لگ جائیں۔ آپ قرآنی نظریات کے خلاف سب کچھ کر رہے ہیں۔ تجارت، کاروبار، شادی، رشتے ناطے سب کچھ ہو رہا ہے۔ بینک بیلنس برابر قائم ہیں۔ قرآن کے مطابق انہیں بدلنے کے لئے آپ کے ذہن میں کبھی کچھ نہیں آیا۔ پھر نماز کے بارے میں ایسا کیوں ہے؟ (بعض گوشوں سے آوازیں آئیں کہ یہ بھی ہمارے مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے جو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستگی ظاہر کر کے اس قسم کی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں۔ محترم پرویز صاحب نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا) ہم معاشرے میں اصلاح کا آغاز اپنے گھروں سے ہی کر سکتے ہیں لیکن اگر پہلے خود ہی نماز روزہ چھوڑ دیں تو پھر اصلاح کس طرح ہوگی؟ خدارا اپنے قول و عمل کو بصیرت، علم اور خلوص پر مبنی رکھئے۔ ''مقدس بہانے'' تلاش نہ کیجئے بلکہ اعتراف کیجئے اپنی کمزوریوں کا۔ ہم نے قرآنی معاشرہ قائم کرنا ہے جو صرف نیک اور پاکباز زندگی بسر کرنے سے قائم ہو سکے گا۔ (منزل بہ منزل از پرویز، ص ۳۵-۳۶)

غلط فہمی کا ازالہ

ہماری ہر محفل میں الصلوٰۃ کا بحیثیت نظام جس طرح بار بار ذکر آتا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہونے پائے کہ ہم نماز کے وقت اجتماعات کی اہمیت کے قائل نہیں۔ .... صلوٰۃ کا وقتی اجتماع بھی قرآن ہی کا ارشاد ہے اور یہ الصلوٰۃ کے عالم آرا نظام ہی کی سمٹی ہوئی تصویر ہے۔ جو شخص نماز کی اہمیت کو کم کرتا ہے وہ طلوع اسلام کے خلاف فتنہ و شرارت کا محرک ہے اور ایسی مذموم حرکت کسی طرف سے نہ تو دانستہ ہونی چاہئے اور نہ نادانستہ۔ (ماہنامہ طلوع اسلام، مئی ۱۹۵۹ء ص ۱۴)

****

B-9920
8-04-2002

مانٹریال میں

طلوع اسلام کے پرانے شمارے دستیاب ہیں۔

مانٹریال میں جو حضرات طلوع اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ مجھ سے پرانے طلوع اسلام مفت میں حاصل کر سکتے ہیں۔

شام 8 بجے سے 10 بجے کے درمیان فون کر سکتے ہیں۔ فون نمبر : 514-4898316

M.Rafiq Raja-2525 Cavendish Blvd.#717, Montreal Que.,

H4B 2Y6, CANADA

متفقین تحریک طلوع اسلام کے نام نمائندہ بزم لاہور کا

کھلا خط

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بزم طلوع اسلام لاہور جو ایک مرکزی بزم ہے' سالہا سال سے یہ محسوس کر رہی ہے کہ وہ اپنے دفتر کے لئے مالکانہ حقوق پر کسی مناسب جگہ کا انتظام کر سکے۔ ظاہر ہے کہ اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مبلغ تیرہ چودہ لاکھ کی کثیر رقم مطلوب ہوگی لہٰذا اس کے لیے آپ کا عملی تعاون اشد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ وہ احباب جو معاشرتی اعتبار سے اپنی ذمہ داریوں سے کافی حد تک عہدہ برآ ہو چکے ہوں اور ان کے پاس مالی وسائل (خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی' زرعی زمین کی شکل میں ہو یا کسی سکنی پلاٹ کی شکل میں) اور وہ انہیں اس پروگرام کی تکمیل کے لیے پیش کر سکیں تو ان کی یہ مالی امداد ہمارے اس پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں یقیناً ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نمائندہ بزم لاہور کا پیشگی شکریہ قبول کیجئے۔

رقم بذریعہ چیک یا بنک ڈرافٹ ارسال کرتے وقت یہ وضاحت ضرور کر دیں کہ مذکورہ رقم بزم طلوع اسلام لاہور کے بلڈنگ فنڈ میں ارسال کی جارہی ہے۔ اکاؤنٹ نمبر درج ذیل ہے۔

ادارہ طلوع اسلام کا اکاؤنٹ نمبر 3082-7'

نیشنل بنک' مین مارکیٹ' گلبرگ لاہور

رابطے کے لئے منتظر

محمد اشرف ظفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر شبیر احمد فلوریڈا امریکہ

خراجِ عقیدت

خوانندگانِ کرام! تھامس کارلائل کی معروف زمانہ کتاب ''ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ'' کے ایک درخشاں باب ''محمدؐ خدا کے پیغمبر اور ایک عظیم ہیرو'' کے اصل مسودہ کا ترجمہ و تعارف محترم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب نے اپنے مخصوص اور دلکش پیرایہ میں کیا ہے جس کی پہلی قسط آپ فروری 2002ء کے شمارہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پہلی قسط کی اشاعت کے ردعمل میں جو خطوط موصول ہوئے ان میں باصرار فرمائش کی گئی کہ اس خوبصورت تحریر کو اقساط میں قطع نہ کیا جائے ورنہ اس کا حُسن مجروح ہوگا۔ فلہٰذا ''خراجِ عقیدت'' کو یک مشت آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (سلیم اختر)

دستک (۲)

خراج عقیدت!

صاحبو! آیئے آج پھر ایڈنبرا کے رائل آڈیٹوریم میں چلتے ہیں۔ جمعہ 8 مئی 1840ء کی صبح ہے اور تھامس کارلائل کا لیکچر جاری ہے۔

''قرآن ایسی زندہ اور متحرک تحریر۔ ایسا نغمہ جو انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرلے۔ اتنا پر ہیبت' اس پر نرم رو' عظیم' پر اثر! ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا۔ گرمیوں میں خنک چاندنی رات۔ سمندروں اور ستاروں کو محیط۔ میں سمجھتا ہوں اتنی بلند پایہ تحریر ابن آدم کی نگاہوں سے کبھی نہیں گزری۔''

''وہ سیاہ پتھر حجر اسود گویا بہشت سے گرتا ہوا۔ زم زم کے پر بہار چشمے کے نزدیک زم زم جیسے زمین سے حیات پھوٹتی ہوئی۔ بلبلے ابھرتے پھوٹتے ہوئے۔ زم زم کرتے ہوئے۔ وہ آب رواں جو ہاجرہ اور اس کے ننھے بچے اسماعیل نے خاص بارگاہ خداوندی سے پایا اور اسی مقام پر وہ انوکھی عمارت ہزاروں برس سے کھڑی ہوئی جسے ہم کعبہ کہتے ہیں۔ سلطان ترکی ہر سال اس کعبے کیلئے چمکیلا سیاہ غلاف بھیجتا ہے۔ 27 کیوبٹ اونچا (CUBIT = کہنی سے درمیان انگلی تک کا فاصلہ اندازاً 20 انچ) ستونوں کے دو دائروں کے درمیان خوبصورت چراغوں کی قطاریں۔ نادر زیورات سے جھلملاتا ہوا۔ آج رات یہ چراغ پھر جگمگائیں گے۔ کھلے آسمان میں ستاروں کی طرح۔ ماضی کا حسین لیکن مستند ٹکڑا۔ یہ ہے دہلی سے مراکش تک بسنے والے مسلمانوں کا قبلہ! ہمیشہ کی طرح آج بھی بے شمار آنکھیں اس قبلے کا رخ کریں گی۔ انسانی تہذیب کی تاریخ میں کوئی ایسا مرکز آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ سنگ اسود' ہاجرہ کا چشمہ' عرب قبیلوں کے حاجی' ان سب نے مل کر مکہ کو مقدس ہی نہیں عظیم شہر بنا دیا تھا۔ آج یہ کچھ بجھا بجھا سا دکھائی دیتا ہے۔ (صاحبو! یاد رہے تھامس کارلائل 1840ء کا ذکر کر رہا ہے)۔ جغرافیائی اعتبار سے قدرت نے اس مقدس شہر کو خصوصی طور سے نہیں نوازا۔ ریت کا لامتناہی سمندر۔ پھر خشک پہاڑیوں کے بیچ میں گھرا ہوا شہر سمندر سے دور۔ یہاں تک کہ روٹی بھی باہر سے منگانی پڑتی تھی۔ اسے فطرت کا مذاق کہئے کہ دنیا میں جہاں کہیں زائرین جمع ہوتے ہیں' تاجروں کی

کاروباری نگاہ انہیں تاک لیتی ہے۔ روحانی کاروبار کے ساتھ ساتھ دنیاوی تجارت بھی اہل دل خوب کر لیتے ہیں۔ بہر کیف یہ آب و گیاہ مقام مکہ، عرب کی آنکھوں کا تارا بن کر رہا۔ تاجر لوگ زیادہ تر انڈیا، شام، مصر اور اٹلی سے آتے تھے۔ جس میں مذہبی پیشوائیت کا خاصا حصہ تھا۔ ایک بڑے قبیلے کے دس سردار چنے جاتے تھے جو شہر کے امیر اور کعبے کے پاسبان ہوا کرتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یہ خاص قبیلہ قریش تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے گھرانے کا تعلق قریشی ہی سے تھا۔ بقیہ عرب قوم چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹی ہوئی جزیرہ نما عرب کے چھوٹے چھوٹے نخلستانوں میں بکھری ہوئی تھی۔ چرواہے، ساربان، تاجر، کسان، چور اچکے۔ اکثر بلکہ ہمیشہ آپس میں برسر جنگ۔ اتنے وسیع عرب میں بکھرے ہوئے بدوؤں کے درمیان اگر کوئی رشتہ قائم تھا تو وہ تھا زبان کا رشتہ یا پھر اسی حسین کعبے کا۔ یوں لگتا تھا کہ ان قبیلوں کے بت بھی خانۂ خدا میں آ کر خوش ہو جاتے تھے۔ دیوتا سب کے الگ لیکن کعبہ سب کا ایک۔ صدیوں پر صدیاں گزر گئی تھیں۔ باہر کی دنیا صحرا کے ان خانہ بدوشوں سے نا آشنا رہی۔ قدرت کو یہ منظور تھا کہ ایک دن آئے جب یہ بے انتہا خوبیوں والی قوم خود ابھر کر دنیا پر چھا جائے۔ وہ عظیم ہستی جسے مسیحؑ ابن مریم کہتے ہیں اس کا پیغام عرب تک پہنچا تو ضرور تھا لیکن وہاں کی سخت اور خشک مٹی کو نرم نہ کر سکا تھا۔

یہ تھا عرب اور وہاں کے لوگ جہاں 570ء میں اس روشن روشن ہستی کی نمود ہوئی۔ ولادت باسعادت ہوئی جنہیں دنیا سلام کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ جنہیں آسمان آفریں کہتا ہے اور کہتا رہے گا۔ آپ کی پیدائش سے ذرا پہلے آپ کے والد جہان فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ جو مکہ میں اپنے کردار، دانش، حسن سیرت اور حسن صورت کے باعث محترم سمجھی جاتی تھیں صرف 26 سال کی عمر میں اپنے چھ سالہ جگر گوشے کو داغ مفارقت دے جاتی ہیں۔ اس خوش بخت بچے کے سر پر ہاتھ رکھنے کا شرف ایک 100 سالہ بزرگ کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ بزرگ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب۔ عبداللہ ان بزرگ کا سب سے چھوڑا اور چہیتا بیٹا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس چہیتے بیٹے کی نشانی۔ عبدالمطلب کی 100 سالہ ضعیف آنکھوں میں نہ جانے کس بلا کا کمال تھا! ان بوڑھی آنکھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف عبداللہ کو ہی نہیں پا لیا آنے والے دنوں کی رحمت العالمینی بھی دیکھ لی۔ بھرے پرے خاندان میں دادا عبدالمطلب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیارا کوئی نہ تھا۔ مکہ کا شاندار بزرگ عبدالمطلب اپنے رب کے پاس جا پہنچا تو ان کے سب سے بڑے بیٹے ابوطالب اس معزز گھرانے کے سربراہ ہو گئے۔ ابوطالب جو ایک نہایت شفیق عادل اور باصلاحیت انسان تھے۔ دانش مندی کا پیکر تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے گوہر آبدار کی دیکھ بھال ابوطالب سے بہتر کوئی نہ کر سکتا تھا۔ ابوطالب انہیں اپنے ساتھ ساتھ رکھتے۔ سفر میں اور حضر میں۔ ملک شام کے تجارتی سفر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک نئی دنیا میں لے جاتے۔ انہیں کوئی مدرسہ میسر نہ آیا تھا۔ لکھنے کا رواج عرب میں نیا نیا شروع ہوا تھا۔ یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ان کے ماحول اور خداداد حکمت سے ہوئی۔ دنیا میں جو بڑے بڑے حکیم اور فلاسفر گزرے تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بے نیاز فطرت کی تنہائی اور صحرا کے ویرانوں میں اپنے خیالات اور

مشاہدات کے ساتھ رہتے تھے۔ شہر کے لوگ انہیں الامین کہتے تھے۔ ایسا سچا اور کھرا شخص جو اپنے قول وفعل میں ہی سچا نہیں اپنے خیالات کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی صادق تھا۔ خاموش طبع لیکن کوئی بات کہنی ہو تو خلوص' وضاحت اور دانشمندی کے ساتھ۔ موضوع سخن کو روشن کرتی ہوئی۔ اس کی ہر بات کہنے کی بات' سننے کی بات' مضبوط شخصیت' برادرانہ انداز' سنجیدہ مزاج' پرخلوص کردار' اس پر گرم جوش جو چاہے اس کے قریب ہونا چاہے۔ پھر نہایت خوبصورت انسان' معصوم روشن چہرہ' صحرا کی دھوپ میں کھلتا ہوا گندمی رنگ' سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں۔ مجھے تو آپ کی پیشانی مبارک کی وہ ورید بھی بہت بھلی لگتی ہے جو جوش کے عالم میں ابھر آیا کرتی تھی۔ آگ اور نور' جلال اور جمال کا مظہر ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''!

خدیجہؓ سے آپ کی شادی کی داستان کتنی حقیقی اور پیاری لگتی ہے۔ خدیجہؓ کے خادم کے ساتھ تجارتی قافلہ' ملک شام تک لے جانا' الامین کی امانت داریاں' آپ کے بلند کردار کے بارے میں خادم کے انتھک بیان خدیجہؓ کے دل میں ان کیلئے احسان مندی اور عقیدت کیسے نہ جاگتی؟ یہ پچیس برس کے تھے' وہ 40 سال کی تھیں لیکن اب بھی پھول کی طرح حسین! ان کی زندگی محبت' امن وسکون اور تکمیل ذات کا جیتا جاگتا نمونہ' تھی اور آج بھی ہے۔ لوگ جو اس ذات پاک پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں وہ سب اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب پاکباز' پاک دل' خدیجہؓ 65 برس کی عمر میں وفات پاگئیں! آپؐ اس وقت پچاس برس کے ہو چکے تھے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ زندگی ایک ایسی شمع ہے جس کا شعلہ پچاس برس کے بعد سرد ہونے لگتا ہے۔ انسان کو امن وسکون ہمیشہ سے زیادہ عزیز ہو جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ ہستی تھے جو عالم شباب میں بھی حسن کردار کا مرقع تھے۔ اب اگر ان کے کردار میں ذرا سا جھول آ جاتا تو ان کے پروانے بڑھنے کے بجائے گھٹنے لگتے۔ معزز سامعین یاد رکھئے کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب خدا کے رسول ﷺ ہی نہیں ریاست مدینہ کے بانی حکمران بھی تھے۔ پیغمبر اور حکمران جو دن رات کی کسی گھڑی میں بھی کھل کر اعلان کر سکتا تھا لوگو! میں یہاں ہوں۔ اس کا دل اس کا گھر اپنے اور پرائے کیلئے دن رات کھلا تھا۔ ایسا اعتماد' اتنی دیانتداری' صرف سچے خدا کی جانب سے عطا ہو سکتی ہے۔ ایسے شخص کا ہر لفظ قدرت کے دل کی براہ راست آواز کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ انسانوں کے سننے کی بات ایسی جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اس کے سوا جو کچھ ہے مقابلتاً ہوا سے ہلکا۔ میں یہاں ہوں' میں یہ ہوں' میں یہ کرتا ہوں اور وہ نہیں کرتا۔ اس کی زندگی بڑے بڑے حروف میں لکھی ہوئی کھلی کتاب۔ فلسفیوں کی بحثیں' یونانی حکیموں کی دلیلیں' یہود کی گنجلک روایات' عربوں کی روز وشب کی بت پرستیاں' کیا یہ اس تہذیب میں اٹھنے والے سوالوں کا جواب دے سکتی تھیں؟ کیا آج کی تہذیب کے سوالوں کا جواب دے سکتی ہیں؟ جی نہیں! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو نازل ہوا اس کے مقابل جو کچھ ہے ہوا سے ہلکا ہے۔ جی ہاں! ہوا سے ہلکا ہے۔ اس لئے کہ اس مقدس پیغام کا خالق وہ ہے جس نے کائنات کو بنایا ہے۔

؎ ایں کتابے نیست چیزے دیگر استد

دستک (۳)

خراج عقیدت!

(صاحبو! لیکچر جاری ہے)

(9 مئی 1840ء رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا۔ تھامس کارلائل)

''سامعین! میں ایک بار پھر پورے اعتماد' یقین اور قوت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز فطرت کے دل کی آواز تھی۔ براہ راست آواز۔ اس محترم ہستی کے سامنے صرف کائنات ہی نہیں تھی' کائنات کا ضمیر بھی تھا۔ ذوق نظر ہی نہیں کائنات کی حقیقتوں کو دیکھنے والی نگاہ تھی۔ آپ ﷺ نے عربوں کو کیا خوب سمجھایا۔ جو فرمایا دلوں میں اتار دیا۔ پتھر اور سیاہ لکڑی کے بنے ہوئے آبنوس اور ہاتھی دانت کے ترشے ہوئے خوبصورت صنم شاید خود بھی کلمۂ توحید پڑھنے لگے ہوں۔ بت پرستی کی خوگر قوم تھوڑے عرصے میں سمجھ گئی کہ ان بتوں کے گرد وہ کتنے ہی پھیرے لگالیں' وہاں کتنی ہی رونقیں سجالیں اور ان کے قدموں میں بڑی سے بڑی دولت نچھاور کر دیں۔ سچا خدا ان دیوی دیوتاؤں اور ان کے پجاریوں اور داسیوں کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔

عرب والے مکہ کے اس عظیم فرزند کے لئے کیا کر سکتے تھے؟ سب کچھ کر سکتے تھے۔ جی ہاں! تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے ریاست مدینہ کی مقدس زمین پر رومی بادشاہ ہرقل کا تاج لا ڈالا تھا اور فارس کے زبردست فرمانروا خسرو کا تاج اور ان کے خزانے لیکن اجازت ہو تو ایک سوال پوچھوں۔ اگر لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں دنیا بھر کے بادشاہوں کے تاج' خزانے اور جاہ و جلال لا کر نثار کر دیتے تو آپ کیا کرتے؟ جواب دینے سے پہلے سوچ لیجئے کہ وہ زمین پر پیدا ہوئے لیکن زمین کے نہیں تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ انسان کو دنیا کیلئے نہیں بنایا گیا۔ دنیا اور کائنات کو اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس مقدس ہستی کو اگر کوئی ادا پسند آ سکتی تھی تو انسانوں کی صرف ایک ادا کہ وہ اپنے رب کی زمین پر وہ بہشت اتار دیں جس کا نقشہ قرآن نے کتنی خوبی سے کھینچا ہے اور پھر اپنی بنائی ہوئی جنت کو اگلے جہان میں دوسری زندگی میں وراثت کے طور پر حاصل کریں۔ آپ نے شاید سنا ہوگا کہ اس فخر انسانیت کو عرب کی بادشاہت' حسین ترین ملکہ اور زر و جواہر کے ڈھیر عربوں نے پیش کیے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔ میرے لئے یہ حیرت کی بات نہیں' اس لئے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا تھوڑا سا ادراک رکھتا ہوں۔ حیرت مجھے ان لوگوں پر ہے جنہوں نے بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی پیشکش کی۔ ظاہر ہے وہ لوگ آپ کے مقام عالی سے واقف نہ تھے۔ میرے ہم وطنو! میرے ہم رنگو! میرے ہم مذہبو! ہو سکے تو یہ سچائی تسلیم کر لو کہ تم بھی دنیا کی مقدس ترین ہستی کی عظمت سے ان جاہل بدو سرداروں کی طرح نابلد ہو۔ مغرب کے اہل قلم نے تمہیں وہ زہر پلایا ہے اس عظیم ہستی کے خلاف جو تمہاری نس نس میں سما گیا ہے۔ کیا یہ اس کا نقصان ہے؟ سورج کو دیکھنا ہو تو ادب سے نگاہیں جھکا کر دیکھو۔ آنکھیں پھاڑ کر دیکھو گے تو بینائی جاتی رہے گی۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال ماہ رمضان میں چند روز کے لئے گوشہ نشین ہو جاتے تھے۔ اپنے دل سے بات چیت پہاڑوں کے سناٹوں میں' ریگستان کی تنہائیوں میں ایسا پرسکوت ماحول جس میں انسان فطرت کی وہ آوازیں بھی سن لیتا ہے جو بہت دھیمی' بڑی مدھر ہوتی ہیں۔ میں سنتا ہوں کہ اس طرح کی گوشہ نشینی عربوں میں ایک عام رواج چلا آ رہا تھا۔ عمر مبارک کا چالیسواں سال تھا۔ آپ ﷺ مکہ کے قریب ماہ رمضان میں غار حرا کی سنسان تنہائیوں میں عبادت اور غور و فکر میں مشغول تھے۔ وہ اپنی سلیقہ مند بیوی خدیجہؓ کے پاس آہستہ سے تشریف لائے اور کہنے لگے۔ ''خدیجہ! اندھیرے چھٹ گئے ہیں' سچائی کی شمعیں روشن ہو گئی ہیں۔ دیکھ! یہ

جو لکڑی، پتھر، ہاتھی دانت، آبنوس کے بت ہیں، یہ جھوٹ ہیں۔ انہیں تو بندوں نے خود تراش لیا ہے۔ سچا خدا ایک ہے اور وہ بہت بڑا ہے۔ اتنا بڑا کہ اس کے سوا کوئی اور بڑا نہیں۔ وہ حق ہے۔ وہ اصل ہے، اللہ اکبر! ہمیں ہر طرح کے بتوں کو ترک کرنا ہوگا تاکہ ہم صرف سچے واحد خدا کی بارگاہ میں سر جھکا سکیں۔ سنو خدیجہ! اس کا نام اسلام ہے۔''

سامعین! میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ عظیم جرمن فلاسفر اور شاعر گوئٹے نے اٹھارہویں صدی میں کہا تھا۔ ''اگر خدا کی رضا کے آگے سر جھکانے کا نام اسلام ہے تو کیا ہم سب اسلام میں نہیں جی رہے ہیں؟'' ٹھیک کہا تھا گوئٹے نے۔ ہم سب جن میں اخلاقیات کا ایک شمہ بھی باقی ہے۔ اسلام میں جی رہے ہیں۔ حکمت انسانی کی بلندی یہ ہے کہ وہ یہ حقیقت پہچانے کہ اسے خالقِ کائنات کے قوانین کے آگے سر جھکانا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو یہ قوانین اسے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔ ایسا اس لئے ہے کہ حکمت خداوندی اعلیٰ ترین اور بہترین حکمت ہے اور یہ حکمت کائنات کی ضرورت ہے۔ حکمت خداوندی کو چیلنج نہ کیجئے۔ خاموشی سے اس کی تعمیل کیجئے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دنیا کی واحد اخلاقی اقدار یہی اقدار ہیں جو خالق کائنات نے اپنے آخری پیغمبر پر نازل فرمائیں۔ آج نہیں تو مستقبل میں لوگ سمجھیں گے کہ کائناتی قوانین سے ہم آہنگ صرف یہی قدریں ہیں۔ اے میرے سننے والو! فتح یاب ہونا چاہتے ہو، کامرانی کے آرزومند ہو تو ان احکام کو سینے سے لگاؤ۔ ایسا نہ کرو گے تو تمہاری روح مٹ جائے گی فنا ہو جائے گی۔ نیکی، اچھائی، خوبی، بھلائی، اسلام کی روح ہے۔ جیسے تم سمجھتے ہو کہ عیسائیت کی روح ہے۔ عیسائیت دنیا میں اسی لئے وارد ہوئی تاکہ اسلام کی راہ ہموار کر سکے۔ تمام خیر اور معراج حکمت خدا کی جانب سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' خدا سب سے عظیم ہے۔ اسلام کے تحت ایمان کی انتہا کیا ہے؟ یہ کہ اے خدا! تو میری جان لے لے پھر بھی میں تیرا ہوں اوہ! یہ میں نے کیا کہہ دیا؟ پانچ سو سامعین میں سے کسی نے مجھے نہیں ٹوکا! اسلام میں یہ ایمان کی انتہا نہیں ابتدا ہے۔

اسلام تو وہ اعلیٰ ترین راہ زندگی ہے جہاں پہلے قدم پر بندے کی آرزوئیں، تمنائیں، خواہشات، احکام خداوندی میں مدغم ہو جاتی ہیں۔ بندے کے لئے اس سے بڑی حکمت و دانش آسمان سے زمین پر کبھی نازل نہیں ہوئی۔

نگاہوں کو، عقل و خرد کو چندھیا دینے والی روشنی جو اس عرب امی پر جلوہ گر ہوئی اتنے سیاہ اندھیروں میں جب انسانی تہذیب کے سر پر ظالم موت منڈلا رہی تھی۔ اس چکا چوند کر دینے والی روشنی کو، اس حیات بخش نور کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کہا، وحی بواسطہ جبرائیل۔ کیا میں اور آپ اس انوکھے تجربے کو اتنا خوبصورت نام دے سکتے تھے۔ وہ چاہتے تو آیات الٰہی کو اپنے جینئس ذہن کی تخلیق قرار دیتے۔ پھر کیا ہوتا؟ ایسا پرشوکت کلام کہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجنے لگتے لیکن انہوں نے کہا، لوگو! میں تو تم جیسا ایک بشر ہوں اور یہ کلام میرا نہیں ہے۔ کیا آپ کوئی ایک مصنف ایسا بتا سکتے ہیں جو اپنی سحر انگیز تصنیف کو اپنانے سے انکار کرے۔ کیا ایسا فرد امین و صادق کے سوا کچھ ہو سکتا ہے۔ خدا نے آپ کو وہ اعزاز بخشا جو آپ کے شایان شان تھا۔ اس کا آخری پیغام تمام انسانیت کے نام!

خدیجہؓ کیسی باکمال خاتون تھیں۔ دنیا کا سب سے انوکھا تجربہ نزول وحی اس کے مقدس شوہر نے بیان کیا اور وہ بول

اٹھی ''ہاں! یہ سچ ہے۔ حق اول تا آخر!'' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہ برس سے اس عظیم خاتون کے ممنون اور خوش نصیب شوہر تھے۔ میں سمجھتا ہوں ان دونوں کی زندگی کے یہ دو پل ''ہاں! یہ سچ ہے۔ حق اول تا آخر!'' ان کی پچیس سالہ ازدواجی زندگی کے سب سے زیادہ بیش قیمت دو پل تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا جوہر شناس اور نفیس انسان خدیجہؓ کی محبت اور اس کی نوازشوں کو کیسے بھول سکتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار عائشہؓ نے پوچھا (وہ ذہین' خوبصورت اور نوجوان عائشہ جس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے تین برس کے بعد شادی کی تھی۔)

''کیا آپ مجھے خدیجہؓ سے زیادہ نہیں چاہتے؟ وہ تو ایک بیوہ تھیں اور عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔'' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' نہیں! خدا کی قسم نہیں اس خاتون نے مجھ پر یقین کیا جب کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ بھری دنیا میں اگر کوئی میرا دوست تھا تو وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔''

بہرکیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغام ہر شخص کو سنایا۔ اس فرد کو بتایا۔ ایک سے کہا۔ دوسرے تک پہنچایا لیکن اکثر لوگوں نے اس مبارک پیغام کا مذاق اڑایا۔ کسی نے بے تعلقی برتی تو کسی نے بے پروائی۔ میرا خیال ہے تین لمبے برسوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی کرشماتی ہستی کو صرف تیرہ ساتھی میسر آئے۔ پھر ایک دن آپ نے اپنے خاندان کے چالیس افراد کو اپنے گھر مدعو کیا۔ شک وشبہ کے سناٹے میں ایک 16 سالہ نوجوان جوش میں کھڑا ہو گیا۔ ''میں آپ کا ساتھ دوں گا۔'' یہ نوجوان کون تھا؟ علیؓ ابن ابی طالب۔

دستک (۴)

خراج عقیدت!

(جمعہ 8 مئی 1840ء رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا)

صاحبو! ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلستان کے مایہ ناز مورخ فلسفی اور مصنف کا خطاب جاری ہے۔ دوپہر ہو رہی ہے۔ پانچ سو سامعین کئی گھنٹوں سے ہمہ تن گوش ہیں۔ یاددہانی کے لئے عرض کرتے ہیں کہ بارہ گھنٹے کے اس طویل اور لاثانی خطاب کو آج بھی برطانیہ کے ادبی حلقوں میں اسی طرح عظیم مانا جاتا ہے جیسے امریکہ میں ابراہم لنکن کے ''گیٹس برگ'' والے خطاب کو۔ یہ لیکچر ہمیں تھامس کارلائل کی پانچویں نسل میں ایک محترم خاتون نورہ کارلائل نے بھیجا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس انگریزی شاہکار کا شایان شان خلاصہ اردو میں آپ تک پہنچایا جائے۔ تو آیئے 1840ء کے رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا میں چلتے ہیں۔

تھامس کارلائل کہہ رہا ہے۔

''تاریخ عالم کے عظیم ترین ہیرو' انسانیت کے محسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ مبارک میں اپنے گھرانے کے چالیس افراد سے پوچھ رہے ہیں۔ کون ہے جو میرے مقدس مشن میں میرے ساتھ کھڑا ہوگا؟ ایک 16 سالہ لڑکا نہایت جوش کے ساتھ فوراً کھڑا ہو جاتا ہے' وہ کون ہے؟ علیؓ ابن ابی طالب! بذات خود ایک تاریخ ساز ہستی۔ یاد رکھئے کہ اس بچے کے قریب ہی اس کا محترم والد بھی تشریف فرما ہے' ابو طالب۔ وہ ابو طالب جس کے سامنے نگاہیں اٹھاتے ہوئے بڑے بڑے سرداروں کے دل دھڑکنے لگتے ہیں۔ اس محترم بزرگ کی سنجیدہ باوقار خاموشی محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور اپنے عزیز بیٹے کے حق میں ایسی خاموشی ہے جو گفتار پر بھاری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس موقع پر ابوطالب کچھ کہتے، کچھ بھی کہتے تو اتنا بااثر نہیں ہوسکتا تھا جتنی بااثر یہ پروقار خاموشی تھی۔ جو لوگ اس بزم میں حاضر تھے، وہ پہلے حیران ہوئے کہ ابوطالب ایک ان پڑھ بوڑھا اور اس کا چھوٹا سا 16 سالہ بیٹا اس مشن کی تائید کرنے چلے ہیں جو محمد ابن عبداللہ کی دیوانگی کے سوا کچھ نہیں۔ بنی نوع انسان کی زندگیاں بدلنے کا مشن۔ ان ہی لوگوں میں کچھ ایسے نادان بھی تھے جنہوں نے ساری بات ہنسی میں اڑانا چاہی مگر معزز سامعین! یہ ہنسنے کی بات نہیں تھی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ محفل نہایت سنجیدہ تھی اور دنیا کا نقشہ بدل دینے والی تھی۔ اس بچے کے بارے میں اور کیا کہوں؟ آپ اس سے صرف محبت کر سکتے ہیں۔ پاک ذہن، محبت کا پیکر اور اس پر آتشیں شجاعت، مجسم سخاوت، شیر سے زیادہ بہادر، سدا حق پر قائم اور پروقار! ہمارے کلچر میں علی جیسی ہستی کو عطا کرنا کے لائق کوئی خطاب تک نہیں۔ نہ سر نہ لارڈ۔ پھر اتنا بڑا انسان کہ جب عراق میں قاتل نے اسے مہلک زخم لگائے تو اس نے کہا "اگر میں بچ گیا تو حملہ آور کو معاف کر دینا لیکن اگر زخم کاری ثابت ہوا تو قاتل کو فوراً قتل کر دینا۔ اس لئے فوراً قتل کرنا تاکہ میں اور وہ ایک ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور خدا کا عدل وہ اپنی آنکھوں سے فوراً دیکھ لے۔"

پیغمبر ﷺ سے قریش کے لوگ، خانہ کعبہ کے متولی اور بتوں کے نگہبان ناراض تھے، انہیں ناراض ہونا ہی چاہئے تھا۔ حق و باطل کی کشمکش شروع ہو چکی تھی۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ ان کا مقدس مشن کامیاب ہو کر رہے گا۔ ہرچند کہ مخالفت زوردار تھی لیکن حق و باطل کے معرکے میں امپائر انسان نہیں ہوتے قدرت امپائر ہوتی ہے۔ سچائی غالب آ کر رہتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نکتہ خوب جانتے تھے پھر بھی ان کے رب نے اپنے کلام سے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ قدرت عجیب امپائر ہے۔ اس میں بڑی عظمت ہے، وسعت ہے، گہرائی ہے اور تحمل ہے۔ آپ گندم کا دانہ لیجئے اور اسے زمین کے سینے میں دبا دیجئے۔ یہ بیج بوتے وقت اس بیج پر خاک لگی ہو، بھوسہ لپٹا ہو، سوکھی گھاس ہو، کچھ بھی ہو اگر آپ نے اسے ایک نرم زرخیز مٹی میں بویا ہے تو قدرت اس میں سے گیہوں اگا کر رہے گی جو گرد، جھاڑ جھنکار، گھاس پھوس آپ نے گندم کے اس بیج کے ساتھ زمین کے سپرد کر دیئے ہیں۔ قدرت خاموشی سے انہیں جذب کر لے گی۔ آپ سے گلہ نہ شکوہ! پھر دیکھئے سنہری سنہری گندم کی بالیاں۔ اتنی وسیع القلب ہے نیچر اور کمال یہ ہے کہ فالتو اجزاء جو بیج کے ساتھ زمین میں چلے گئے ہیں انہیں بھی نیچر ضائع نہ ہونے دے گی۔ انہیں بھی کسی کام میں لے آئے گی۔ قدرت کے سب کارخانے میں آپ یہی اصول کارفرما دیکھیں گے۔ قدرت سچی ہے اور ماں کی طرح شفیق ہے۔ یہی سلوک وہ ایک پاک دل کے ساتھ کرتی ہے۔ اس پاک دل سے رحمتوں اور برکتوں کے پودے اور شجر جنم لیتے ہیں۔ افسوس مجھے اس بات پر ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم پاک باز دل کو جسم کی ضرورت کیوں پڑتی ہے۔ وہ جسم جو ایک سا نہیں رہتا۔ یہ جسم جس میں سچائی ہے اور حق پنہاں ہے وہ تو فانی ہوتا ہے۔ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ جس طرح سچائی کبھی نہیں مرتی اسی طرح پاکیزہ روح کو بھی کبھی موت نہیں آتی۔ یہ ہے قدرت کا قانون۔ سچائی لافانی ہوتی ہے۔ انسان پر قدرت نے یہ مہربانی کی ہے کہ وہ گرد تنکے، بھوسے کو نہیں دیکھتی اسے نظرانداز کر دیتی ہے۔ اسے اس بات

سے مطلب ہے کہ تمہارے اندر نشو ونما پانے کے قابل بیج ہے یا نہیں۔ میں لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم خود کو خالص انسان سمجھتے ہو۔ کھرا انسان کہتے ہو لیکن تمہارے اندر بیج نہیں ہے۔ سنی سنائی باتوں، اندھی تقلید اور رسم پرستی کی وجہ سے تم نے آمنہ کے فرزند ﷺ کو سمجھا ہی نہیں۔ میری رائے میں تم کچھ نہیں ہو۔ میری نگاہ میں تمہارا وجود ثابت نہیں ہے۔ قدرت کو تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

ہمارے کچھ سکالر بڑھانکتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم میسحیت سے اخذ کی گئی ہے۔ بحث میں پڑنے کے بجائے میں اتنا پوچھتا ہوں کیا یہ تعلیم میسحیت سے بہتر نہیں ہے؟ ایک زندہ اور لازوال نظام حیات۔ ایک صحرا نشین اپنے حیات بخش مخلص دل اور چمکتی ہوئی دوربین نگاہوں سے ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اظہار کی سادگی ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنی قوم سے کہتا ہے دیکھو تو سہی تمہاری صنم پرستی ہے کیا؟ لکڑی اور پتھر کے چند بت جنہیں تم خود تراش لیتے ہو۔ انہیں زیتون کے تیل سے چمکاتے ہو۔ موم پگھلا پگھلا کر انہیں خوبصورت بناتے ہو۔ پھر دیکھتے ہو کہ تمہارے ان معبودوں پر مکھیاں آبیٹھتی ہیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں کہ تمہارے یہ معبود جو اپنے اوپر بیٹھی مکھیاں نہیں اڑا سکتے تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ یہ تو بے جان، بے زور پیکر ہیں جن کی تعظیم میں تمہاری اپنی توہین ہے۔ انسانیت کی توہین ہے۔ معبود حقیقی صرف خدا ہے۔ صرف وہی ہے جو قادر ہے، زبردست ہے۔ اس نے ہمیں بنایا ہے۔ وہی ہمیں مار سکتا ہے۔ وہی ہمیں زندہ رکھتا ہے۔ اللہ اکبر! جان لو کہ خدا کی رضا میں اس کی فرمانبرداری میں تمہاری فوز و فلاح ہے۔ اگرچہ تمہیں اس راہ میں دکھوں کے دریا سے گزرنا پڑے اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی مضمر ہے۔ کیا تم فوز و فلاح نہیں چاہتے؟ خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے اس مقدس ہستی کی آواز پر لبیک کہا۔ اس کا پیغام تو اتنا دلکش تھا کہ ہر شخص کو سرتسلیم خم کر دینا چاہئے تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اتنا سادہ اور برکتوں والا ہے کہ اسے قبول کر کے جو انسان چاہے دنیا کا پیشوا بن سکتا ہے۔ جی ہاں! ہر شخص جو چاہے۔ یہ اس لئے کہ وہ یکایک زندگی کے مصنف خدائے ذوالجلال کی تحریر کا حرف بن جاتا ہے۔ اس سے بہتر فریضہ کیا ہوگا کہ انسان خالق کائنات کے رجحان سے ہم آہنگ ہو جائے۔ کیونکہ بالآخر یہی ہونے والا ہے کہ خالق نے جو سمت اس جہان کیلئے متعین کر دی ہے یہ جہان اسی سمت میں آگے جا رہا ہے اور جائے گا۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اس منزل شناس قافلے کے مسافر بنتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹو! اور آدم کی بیٹیو! اس قافلے کی راہ گزر کا نقشہ اپنے دلوں پر ثبت کر لو۔ اسلام نے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا کہ اس نے منزل کے حصول کا ایک سیدھا راستہ دکھا دیا اور منزل سے دور لے جانے والی راہوں کو بھی واضح کر دیا۔ یہ بھی وہ عظیم سچائی ہے جو فطرت کے دل سے اٹھی تھی۔ وہ باطل جسے مٹنا تھا مٹ کر رہا۔ حق کی آتش نے باطل کی خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیا۔

حق و باطل کی اس کشمکش کے مدوجزر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وحی کو لکھواتے رہے، یاد کرواتے رہے جسے قرآن کہتے ہیں۔ کتنا پیارا نام ہے۔ ''قرآن''، یعنی وہ صحیفہ جو پڑھنے کے لائق سمجھنے کے قابل اور عمل کیلئے مہمیز۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ساتھی دنیا سے سوال کرتے رہے۔ کہو یہ مقدس کلام معجزہ ہے یا نہیں؟ 1200 برس گزر گئے۔ آج کے دن محمڈن لوگ (مسلمان) آج بھی قرآن سے وہ عقیدت رکھتے ہیں جو بائیبل کے ماننے والے مسیحیوں کو بائیبل کے ساتھ نصیب نہیں۔

دستک (۵)

خراج عقیدت!

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آیئے

صاحبو!

آیئے ایک بار پھر زمان و مکان کی حدود پار کر کے میرے ساتھ آیئے۔ سچا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھامس کارلائل ایڈنبرا کے شاہی آڈیٹوریم میں اپنا طویل لیکچر جاری رکھے ہوئے ہے۔ لیکچر کیا ہے؟ سرور علیہ السلام کائنات کے حضور نذرانہ عقیدت اور صاحبو ایسا نذرانہ عقیدت کہ ایسا ہماری نگاہوں سے شاذ و نادر ہی گزرا ہے۔ دن ہے جمعہ 8 مئی 1840ء۔ برطانیہ کے 500 معزز شہری محترم ترین شخصیات ہال میں اس طرح متوجہ ہیں کہ محاورے کی زبان میں ان کے سروں پر پرندے آ بیٹھیں۔ ایک طرف کارلائل کا مبہوت کر دینے والا طرز خطابت ہے۔ دوسری جانب موضوع سخن ایسا ہے جس کے آگے دنیا و مافیہا کے تمام موضوعات ہیچ ہیں۔ کارلائل کی بے پایاں ذہنی بلندی الفاظ اور جملوں کا پرشکوہ استعمال ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرامی کی سیرت پاک پر ان زاویوں سے کارلائل ضیا پاشی اور نورافشانی کر رہا ہے جو بے مثال ہیں۔ دوپہر ڈھل چکی ہے اور یہ محرم منصب رسالت کہہ رہا ہے:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب وہ قانون ہے اور وہ عملی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کے لئے رہتی دنیا تک انسانی تہذیب و تمدن کا اعلیٰ ترین معیار رہے گا۔ نزول وحی کی ابتدا یعنی 610ء کے بعد دنیا کا ہر نظام ہر فلسفہ اس مقدس پیغام کے سامنے جانچ پرکھ کے لئے رکھنا ہوگا۔ گوئٹے نے جو کہا ہے کہ انسانی دماغ نظام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے جا ہی نہیں سکتا۔ کتنی سچی بات کہی ہے اس نے! جتنے نظام ہائے تمدن انسانیت کے ایوانوں میں پیش کئے جائیں گے ان کی کسوٹی ہمیشہ کے لیے اگر کچھ ہوگی تو وہ ہوگی نظام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ نہیں۔ میں گوئٹے سے پوری طرح متفق اس لئے ہوں کہ محسن انسانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام براہ راست، بلاواسطہ، بہشت کا پیغام ہے۔

سامعین! قرآن کریم نے بہشت کی جو حسین ترین تصویر کشی کی ہے وہ دل بہلانے کا سامان نہیں اٹل حقیقت ہے اور یہ تصویر ہمیں اس لئے دکھائی گئی ہے تاکہ ہم اپنی زمینی زندگی کو اپنے معاشرے کو اسی سانچے میں ڈھالیں جہاں صرف فوز ہے، فلاح ہے، وہ زندگی جہاں نہ خوف ہے نہ غم۔ یہ وہ مقدس صحیفہ ہے جو پڑھنے کے لائق سمجھنے کے قابل ہماری کامرانیوں کا ضامن۔ مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ قرآن مقدس کو پڑھیں۔ اسے سمجھیں اور اس لافانی نور میں اپنی زندگی کا سفر طے کریں۔

مسجدوں میں ہی نہیں گھروں میں یہ مقدس کتاب روزانہ پڑھی جاتی ہے۔ 12 صدیاں گزر چکی ہیں قرآن کریم کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ہی نہیں کرۂ ارض کے تمام باشندوں کو یہ کتاب عظیم بار بار پڑھنی چاہئے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ بعض مسلمان محمڈن علماء ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے قرآن کو اپنی زندگی میں ستر ہزار نہیں............'ستر سو نہیں' ستر نہیں سات نہیں زندگی میں ایک بار سمجھ کر پڑھ لیتے۔ میں نے

بذاتِ خود جارج سیل GEORGE SALE کا ترجمہ قرآن پڑھا ہے۔ میں نے تمام عمر اتنی محنت طلب کتاب نہیں پڑھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے جو ترجمے اور ترجمانیاں ہوئی ہیں، وہ کلام خداوندی کا حق ادا نہیں کرتیں۔ اگر کسی یوروپین کو انگریزی یا کوئی بھی یوروپی ترجمے ملیں تو بغیر ڈیوٹی سمجھے ہوئے یہ کتاب نہیں پڑھ سکے گا۔ میں نے سنا ہے دیگر زبانوں میں بھی اس کلام الٰہی کے ترجموں کا یہی حال ہے۔ خالق کائنات نے اپنا پیغام پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ ناقص و نادان انسان ہی ہے جو اسے خدا کے بندوں تک نہ پہنچا سکا۔ جس طرح میرے اور سارے جہان کے محسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنچایا تھا۔ ہو سکتا ہے عرب اسے ہم سے بہتر سمجھتے ہوں لیکن شاید وہ بھی پڑھتے ہیں سمجھتے نہیں۔ صفحات کی گنتی پوری کرتے ہیں۔ ورنہ وہ ہم سے بہتر انسان ہوتے۔ کسی عرب کو قرآن پڑھتے ہوئے سینے گاتے ہوئے نہیں، پڑھتے ہوئے تو میرے یوروپین ساتھی بھی قرآن کی پرشکوہ روانی، غنائیت اور بحر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے جیسے صحرا کے سناٹے میں خاموش سنسان تنہائیوں میں دل کو ابھارنے والا کوئی گیت۔ ترجموں میں وہ بات کہاں؟ کوئی تو بات ہے جو اٹھارہ کروڑ انسان اس کتاب پر نثار ہیں۔ (صاحبو 1840ء میں اتنے ہی مسلمان تھے دنیا میں) قرآن اپنا لاانتہا اثر اس وقت آپ کے دلوں پر شروع کرتا ہے جب آپ اس کی کچھ آیات سمجھ کر اس کتاب کو بند کر چکے ہوتے ہیں اور یہ اثر بڑا ہی دیرپا ہوتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ یہ سچا اور کھرا پیغام الٰہی ہے۔ میں تو یہ کہنے کو تیار ہوں کہ اگر کوئی راہ گم کردہ انسان پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر ماننے سے انکار کر دے تو آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب ایسے راہ گم کردہ شخص کو راہ راست پر لانے کے لئے کافی ہونی چاہئے۔ دنیا کی واحد کتاب اور عجیب منظر! لوگ کہتے ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کتاب تم نے لکھی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں نہیں لوگو! میں تو محض ایک بشر ہوں تم جیسا۔ اور تم جانتے ہو کہ میں امی ہوں، پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ یہ قرآن جو ہے۔ وحی کے سوا کچھ نہیں جو میرے قلب پر نازل کی جاتی ہے۔ سامعین کرام! کیا آپ تاریخ عالم سے کوئی ایک مثال ڈھونڈ کر لا سکتے ہیں جہاں کسی پرشوکت کتاب کے بارے میں کہا گیا ہو۔ لوگو! یقین مانو یہ کتاب میں نے نہیں لکھی۔

یاد رکھئے! کہ نزول وحی اس کا املا اور کتابت ان سب حالات میں جاری ہے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الزماں اللہ کے آخری رسول روئے زمین پر مصروف ترین انسان ہیں۔ زندگی اور موت کی کشاکش ہے جنت اور جہنم کی کشمکش جاری ہے۔ قانون سازی ہے، سپہ سالاری ہے، گھریلو ذمہ داریاں ہیں۔ میدان کارزار ہے، تبلیغ ہے، لوگوں کی اصلاح ہے، رعایا کی فلاح ہے، محنت ہے، مشقت ہے، عبادت ہے، دعوت ہے، جنگ ہے، امن ہے، رات ہے، دن ہے، سفر ہے، حضر ہے، جلوت ہے، خلوت ہے، سوال ہیں، جواب ہیں، تعلیم ہے، تربیت ہے، مسجد و منبر، فنا و بقا، تدبیر و تقدیر، مسائل کی تشریح ہے، تشریحوں کی تاریخ ہے۔ آپ ہی بتائیے کیا نہیں ہے؟ نبوت کے ان 23 سالوں میں، میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ آپ کی حیات پاک میں سکون کے ایک لمحے کا گزر رہا ہو۔ خیالات کے سمندر میں ایک مقدس ذہن کی کشتی افکار کی لہروں پر ہچکولے کھاتی ہوئی۔ اتنے زبردست طوفان میں اس کشتی کو خالق نے اپنے ہاتھوں سے سنبھالا۔ جبرائیل کو بھیج دیا۔ وہ جبرائیل جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے لئے اتنی ہی کھلی ہوئی حقیقت تھا جتنا ہمارے لئے ایک واہمہ یا تصور ہے۔ ذرا غور تو کیجئے۔ فطرت کا یہ عظیم فرزند جبرائیل کے لائے ہوئے پیغام کو جب عرب کے صحرانشینوں کے آگے روز پڑھتا ہے۔ آئے دن انہیں نئی وحی سناتا ہے تو وہ سب اور زیادہ اس کے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ قریب تر ہو جاتے ہیں۔ کیا جھوٹ میں ایسی مقناطیسیت ہو سکتی ہے؟ مجھے اپنے ہم وطنوں کی ذہنیت پر افسوس ہے جو ان حالات پر غور کیے بغیر ایسے عظیم الشان انسان کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہیں۔

میں نے اپنی ادبی' فکری اور قلمی زندگی سے یہ نتیجہ حاصل کیا ہے کہ کتاب کوئی بھی ہو' اس کی عظمت کا معیار بالآخر خلوص ہوتا ہے۔ بندے کے حق میں اس سے زیادہ مخلص کون ہو سکتا ہے جس نے اسے بنایا۔ قصہ مختصر' جس خالق نے بندے کو بنایا۔ اس نے رہنماؤں کے لیے قرآن بھی نازل کیا۔ میں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ خلوص کی کسوٹی پر یہ کتاب لاثانی ہے۔ کھری ہے' خالص ہے۔ بدقسمتی ہے انسان کی کہ خالص سونے کے گرد کھوٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کتاب الٰہی کے سمجھنے میں نہ جانے کن کن لوگوں نے مختلف طریقوں اور ناموں سے روایتوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ جی ہاں! سونے کے ارد گرد کھوٹ۔ میں تو چلا جاؤں گا۔ آپ لوگ جو میری باتیں اتنی محبت سے سن رہے ہیں آپ سب بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے لیکن ممکن ہے کہ آج میرے دل سے نکلی ہوئی نوا وقت کا بے رحم ہاتھ محفوظ کر لے اور آپ نہیں تو آئندہ صدیوں میں آنے والے ایک دو صاحب فکر و نظر دنیا تک پہنچا ئیں جو تھامس کارلائل آج 8 مئی 1840ء کے دن آپ تک پہنچا رہا ہے۔

دستک (۲)

خراج عقیدت!

ایڈنبرا کے رائل آڈیٹوریم میں 8 مئی 1840ء کی دوپہر ڈھل چکی ہے۔ شام ہو رہی ہے۔ ہال میں چراغ روشن کر دیئے گئے ہیں۔ آج صبح 9 بجے سے برطانیہ کے عظیم مفکر' مصنف' اور مؤرخ کا بارگاہ مدینہ میں خراج عقیدت بطور لیکچر جاری ہے۔ 500 سامعین میں ایک شخص بھی ہال چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ تھامس کارلائل کہہ رہا ہے:

''جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے تھے' اسی طرح ان کی زندگی بھی سچائی کے سوا کچھ نہیں تھی۔ انہوں نے دنیا کو بتایا کہ یہ کائنات نہ کسی کا خواب ہے اور نہ ہی ایک عکس' شبیہہ یا مثال! یہ کائنات ایک ٹھوس اٹل حقیقت ہے۔ فطرت کا یہ فرزند عظیم جانتا تھا کہ زندگی اور موت بھی اٹل حقیقت ہے۔ خواب اور واہمہ نہیں۔ آپؐ کے ارشادات میں آسمانی کروں کی' زمین' نباتات و جمادات' ہواؤں' پہاڑوں' بادلوں' سیاروں اور ستاروں کا ایسا دلچسپ اور مستند بیان ملتا ہے جو انسانی ذہن کی پیداوار ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ اپنی قوم کو عبرت کے طور پر اور نصیحت و ہدایت کے لئے بار بار انبیائے کرامؑ کی داستانیں سناتے ہیں۔ کبھی ابراہیمؑ' کبھی ہودؑ' کبھی موسیٰؑ' کبھی عیسیٰؑ' کمال یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ میں گم ہو کر نہیں رہ جاتے۔ وہ تاریخ سے سبق سکھاتے ہوئے اس طرح آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں کہ ان کا پچھلا قدم تاریخ میں ہوتا ہے اور اگلا قدم مستقبل میں لیکن دل و دماغ آج کی حقیقتوں پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ جی ہاں! غیر معمولی نظر تھی ان کی' اس دنیا پر اور دوسری دنیا پر۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں جو عام آدمی کی سمجھ سے باہر کی بات ہے لیکن ان کی حمد وثنا رسمی نہیں ہے اوروں سے مختلف ہے کیونکہ ان کی نگاہ فطرت کی گہرائیوں اور پہنائیوں تک پہنچ جاتی ہے۔ میں اسے نگاہِ پاک کہنا چاہتا ہوں اور نگاہِ پاک نہ صرف پاک دل کی علامت ہے بلکہ پاک دل کا ثبوت بھی ہے۔ عقیدوں، دلوں، دماغوں، جسموں، جانوں اور زمینوں کا اتنا بڑا فاتح، جب وہ کہتا ہے لوگو! میں تو میں تم جیسا ایک بشر ہوں۔ تم مجھ سے معجزوں کی امیدیں نہ رکھو تو اس کی بڑائی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو سکھاتے ہیں کہ تمہیں میری نہیں ہم سب کے خالق کی عبادت کرنی ہے اور جس کی عبادت کرنی ہے اس کے معجزے تمہارے دائیں بائیں آگے پیچھے، اوپر نیچے ہر سمت بکھرے ہوئے ہیں۔ تمہیں صرف دیکھنے والی آنکھ چاہئے۔ یہ زمین جس میں تمہارے لئے راستے بنائے تم اس پر رہتے ہو۔ چلتے پھرتے ہو۔ یہ بادلوں کے پہاڑ جو آسمان کی پہنائیوں سے اترتے ہوئے لگتے ہیں، کہاں سے آتے ہیں یہ؟ تم دیکھتے ہو کہ پھر وہ ہوا میں معلق ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ بڑی بڑی سیاہ گھٹائیں پانی برسا دیتی ہیں، وہ حیات بخش پانی جو مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، پھر اس زمین سے سبزہ پھوٹ پڑتا ہے اور دیکھو ذرا اونچے اونچے کھجور کے درخت اپنی شاخوں پر کھجور کے خوشے اور گچھے تمہارے لئے جھلاتے ہوئے۔ کیا یہ اللہ کی نشانی نہیں؟ پھر تمہارے مویشی ہیں جنہیں اللہ نے ایسا تابعدار بنایا ہے کہ تم ان سے خدمت لیتے ہو۔ غور تو کرو یہ مویشی تمہارے لئے گھاس کو دودھ بنا دیتے ہیں۔ تم تو ان کی کھالوں سے بھی کپڑے بنا لیتے ہو اور ان کی اون سے بھی۔ شام ڈھلنے لگتی ہے تو وہ خود ہی گھر آ جاتے ہیں۔ کیسی نعمت ہے تمہارے لئے؟ جسے دیکھ کر تم خوش ہوتے ہو۔ پہاڑوں جیسے جہاز ہیں جو سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بادبان تم بنا لیتے ہو انہیں چلانے والی ہوائیں کون بھیجتا ہے؟ تم معجزوں کی بات کرتے ہو۔ کیا تم خود خالق کا معجزہ نہیں ہو۔ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ یاد ہے تم چھوٹے سے تھے۔ جانتے ہو کہ اس سے چند برس پہلے تم کچھ نہیں تھے۔ تمہیں متناسب جسم، قوتِ خیالات عطا ہوئے۔ ایک دوسرے کے لئے رحم کا جذبہ تمارے دلوں میں کس نے ڈالا؟ پھر جب عمر بڑھ جاتی ہے تمہارے بال سفید ہونے لگتے ہیں۔ طاقت کمزوری سے بدل جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ پھر تم ڈوب جاتے ہو، مٹ جاتے ہو ایک بار پھر تم کچھ نہیں ہو۔

معزز سامعین! غور فرمایئے کیا کہہ گئے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر انسان میں رحم کا جذبہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ یہ خیال ہی انسانی ذہن سے بلند، ماورا خیال ہے۔ براہ راست خالق کائنات کا پیغام۔ جو کچھ بھی خیال انسانوں کی دنیا میں بہترین اور صادق ترین ہو سکتا ہے۔ وہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ملتا ہے۔

بلند ترین ذہنی سطح پاکیزہ اعلیٰ ترین سوچ، میرے خیال میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے انہیں امی رکھ کر انسانیت پر بڑا احسان کیا۔ خدا نے انہیں خود پڑھایا۔ اپنی بارگاہ سے علم عطا کیا۔ دور بین نگاہ صحرا کی طرح وسیع دل نہایت قوی اور زبردست شخصیت خدا نے انہیں براہ راست عطا کئے۔ وہ چاہتے تو دنیا کے عظیم ترین شاعر اور فلاسفر بن جاتے۔ جس شعبے میں چاہتے بے مثال ہیرو بن جاتے۔

آپ کی نظر ایسی وسیع نظر کہ تمام کائنات کو خالق کی شناخت کا ذریعہ ہی نہیں اس کی لامتناہی قدرت کا نشان سمجھتی ہے۔ پوری کی

پوری کائنات اللہ کے وجود ہی کی نہیں اس کی بے حد وحساب قوتوں کی گواہی ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو بتاتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے پہاڑ جو تم دیکھتے ہو خالق کے ایک ''کن!'' کے آگے بادلوں کی طرح روئی کے گالوں کی طرح دھنک دیئے جائیں گے اور کچھ نہیں ہوں گے، کچھ نہیں رہیں گے۔ پہاڑوں کی کیا پوچھتے ہو؟ پورے کا پورا کرۂ ارض لٹو کی طرح گھومتا ہوا خاک اور بخارات کی دھند بن کر لاموجود ہو جائے گا۔جس دن اللہ کائنات سے اپنا ہاتھ اٹھا لے گا۔اسی لمحے جو ہے نہیں ہوگا۔جو کچھ ہے وہ اس عظیم قدرت کے طفیل ہے جس کی صفات کے بیان سے بھی ہم قاصر ہیں۔

دنیا و مافیہا کی حقیقت اس عظیم ہستی کے سامنے بے حجاب رہتی ہے۔دور جدید میں آپ لوگ جسے نیچر کے قوانین کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے حکومت خداوندی کہنے سے ذرا نہیں جھجکتے۔میرے خیال میں شاید ہی کوئی ایسی بات ہو جو اس سے زیادہ یاد رکھنے کے قابل ہو جو اس صحرا نشین نے فرما دیا۔یہ ساری کائنات قوانین فطرت میں جکڑی ہوئی ہے۔اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو یہ اصول نہ دیا ہوتا اور یہ اصول کہ اللہ کے قوانین کبھی نہیں بدلتے تو آپ کی سائنس آج بھی گھٹنوں کے بل چل رہی ہوتی۔

متعصب مسیحی کہتے آئے ہیں کہ اسلام نے جسمانیت کا بہت ذکر ہے وہ یہ بات جانتے نہیں یا چھپانا چاہتے ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں دنیا بھر میں جسمانیت نفسانی خواہشات اور حرص وہوس کا جو دور دورہ تھا آپؐ کی ذات اقدس نے اسے اتنا گھٹا دیا جو کسی اور کے بس کی بات نہ تھی۔کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپؐ ایک آسان سا کیف ولطف کا مذہب لے کر آئے تھے۔آپ غلطی پر ہیں۔سخت ترین روزے، زبردست اخلاقی پابندیاں، دن میں پانچ دفعہ کی صلوٰۃ، شراب اور جوئے سے مکمل پرہیز، اپنے ہر عمل کو میزان خداوندی میں تولتے رہنا، کیا یہ سب کھیل ہے؟ اور پھر یہ قصہ بھی نہیں کہ اسلام میں جنت مزے سے مل جاتی ہے۔اس میں تنگ دست فرد کو بھی اور دولت مند شخص کو بھی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان کارزار میں اترنا پڑتا ہے۔ یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ سب سے بڑا اعزاز اپنے پالنے والے کے لئے اپنی پیاری جان نثار کر دینا ہے۔شہادت حاصل کرنا ہے۔صحیح معنوں میں خدا کا بندہ اسلام میں وہی ہے جو اپنی عزیز ترین متاع کو اس کی بارگاہ میں قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔کتنی عالی شان تعلیم ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی! جو چشم زدن میں معمولی سے معمولی آدمی کو ہیرو بنا سکتی ہے کہ یہ ہے وہ شخص جس نے اپنی زندگی اپنی دنیا خدا رسولؐ کی خاطر نثار کر دی۔ایسے شخص کے آگے دنیا کی ہر کشش ہیچ ہے۔

جب ہی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ خالد بن ولید نے دشمن کے کمانڈروں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیا:

''یاد رکھو! تمہارا مقابلہ اس قوم سے ہے جنہیں موت اتنی ہی پیاری ہے جتنی تمہیں زندگی پیاری ہے۔''

غور کیجئے کون ہے جو ایسے جانبازوں کے آگے ٹھہر سکتا ہے۔ یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم جو بجھے ہوئے دلوں میں ایمان کے شعلے بھڑکا دیتی ہے۔

بدقسمت ہیں وہ لوگ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی پاک ہستی پر خواہشات نفس کے الزام لگاتے ہیں۔ایسی باتیں وہ لوگ لکھ گئے جو آپؐ کے چند سو برس بعد اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے اسلام کے غیر مسلم متعصب دشمن تھے۔آج کے مغربی سکالر ان ہی دشمنوں کی دوات سے سیاہی چراتے ہیں۔ذرا سوچو تو سہی جو کی روٹی، کھجور

اور پانی پر گزارہ کرنے والا شخص کبھی عیش وعشرت کی طرف مائل ہو سکتا ہے؟ جب یہ عظیم انسان ریاست مدینہ کا حاکم ہے تو کون سی نعمت ہے جو وہ حاصل نہیں کر سکتا لیکن عالم یہ ہے کہ مہینوں اس کے چولہے میں آگ نہیں جلتی۔ ایسے کوئی اور مثال تم لا سکتے ہو؟

دستک (۷)

خراج عقیدت!

صاحبو! وہ سچا عاشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہے جو جہاں بھر میں تھامس کارلائل کے نام سے مشہور ہے۔ 19 ویں صدی کا وسط وہ زمانہ تھا جب یورپ میں اسلام قبول کرنے والے مسیحیوں کو اگر دہکتی ہوئی چتا کے سپرد نہیں کیا جاتا تھا تو انہیں زندہ درگور ضرور کر دیا جاتا تھا۔ سماجی بائیکاٹ طعن وتشنیع اور تضحیک کا شکار بنائے جاتے تھے۔ ایسے لوگ! گویا وہ اچھوت ہوں۔ یہی سبب ہے کہ اس زمانے کے بہت سے یورپی دین حق پر ایمان لانے کے باوجود اعلان نہیں کر سکتے تھے۔ اس دور میں سوئٹزرلینڈ کے عظیم مفکر "جوہن لڈوگ" برطانیہ کے سر رچرڈ برٹن اور پھر فرانس کے "رینے گنون" ناروے کے جیک برکلے اور دیگر بے شمار عظیم نام شامل ہیں۔ محترمہ نورا کارلائل جو تھامس کارلائل کی پانچویں نسل میں ایک برطانوی مسلم خاتون ہیں۔ انہوں نے کمال شفقت اور عنایت سے ہمیں اپنے جد امجد تھامس کارلائل کا وہ گراں مایہ لیکچر بھیجا ہے جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

بارگاہ نبویؐ میں ایسا حسین خراج عقیدت شاید آپ کی نگاہوں سے پہلے نہ گزرا ہو۔ محترمہ نورا کارلائل فرماتی ہیں کہ تھامس کارلائل نے بوقت رخصت 1881ء میں سب افراد خانہ کے سامنے دس بار کلمہ طیبہ پڑھا تھا۔

آیئے پھر ایڈنبرا کے رائل آڈیٹوریم میں چلتے ہیں۔ بروز جمعہ 8 مئی 1840ء۔ تھامس کارلائل کہہ رہا ہے:

"جی ہاں! جو کی روٹی، کھجور، ستو اور پانی پر گزر بسر کرنے والی یہ عظیم ہستی تاجدار مدینہ تھی۔ ایسی تاجدار ہستی جس کے قدموں پر دنیا کے سب تاج وتخت نثار۔ زمینوں کا نہیں، دلوں کا بادشاہ۔ انسانوں کی محبتوں اور عقیدتوں کے سب جہانوں کا حکمران۔ لوگ تو اس کے وضو کئے ہوئے پانی میں برکت ڈھونڈتے ہیں۔ دین ودنیا کی فوز وفلاح ان کی ایک نظر کرم۔ اور وہ عظیم انسان اپنے جوتے بھی اپنے ہاتھوں سے سی لیتا ہے۔ اتنا امیر انسان، اتنا غنی، اتنا سخی اور مالا مال کہ اس کی غربت پر ہزار سلطنتیں نچھاور۔ وہ غربت جو اس کی اپنی اختیار کردہ تھی۔ وہ اس سادگی اور درویشی کو اپنا فخر کہتا رہا۔ اس درویشی میں جو نکتہ پنہاں ہے وہ اس پیغمبر اعظمؐ کے نام لیوا بھی آج نہیں سمجھتے۔ آپ چاہتے تو خزانوں کے ڈھیر آپ کے قدموں میں رہتے لیکن آپ اتنے تونگر انسان تھے جو تونگری اور امیری کو دل کی تونگری اور امیری قرار دیتے تھے۔ شاہ مدینہ کے قدموں میں جو رزق ومال واسباب پیش ہوتا تھا۔ اسے وہ ضرورت مندوں میں تقسیم کئے بغیر سو نہیں سکتے تھے۔ کیا آپ گندم کی روٹی، دودھ، بالائی، مکھن، گوشت اور مرغ مسلم اور پلاؤ تناول نہیں فرما سکتے تھے؟ بات یہ ہے سامعین وہ یہ سب آسائشیں استعمال کر سکتے تھے لیکن استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس لئے استعمال نہیں کر سکتے تھے کہ تبوک کے شمال میں، اور نجران کے جنوب میں، طائف کے مغرب میں اور ربع الخالی کے مشرق میں ہر ہر بدو کو یہ آسائشیں میسر نہیں تھیں۔ وہ غریب بدو

جو کی روٹی، کھجور، ستو اور پانی سے اپنا پیٹ بھرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ میرے ہم وطنو! میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ ایسی درویشی اور ایسی تونگری، ایسی قلندری اور ایسی سکندری، ایسی غربت اور ایسی امیری کی صرف ایک مثال انسانوں کی تاریخ سے ڈھونڈ لاؤ۔ ہو سکے تو ڈھونڈ لاؤ اور تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اگر ایسی مثال تمہیں کہیں ملے گی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے نام لیواؤں میں ملے گی اور کہیں نہیں۔ یہ کیسا بادشاہ ہے جو محنت کش بھی ہے، محنت کش انسانیت کا محور اور مقناطیس!

23 برس کے طویل دور نبوت میں عربوں جیسی سرکش قوم دن رات آپ کے ابرو کے اشاروں کی منتظر رہتی ہے۔ جنگ جو مہم پسند، تنک مزاج، آتشی فطرت، لوگ جتنا اس ہستی کے قریب ہوتے ہیں اتنا ہی اور زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔ اتنے ہی عقیدت مند اور پروانوں کی طرح جاں نثار بن جاتے ہیں۔ کوئی تو بات تھی اس مقدس ہستی میں۔ میں سمجھتا ہوں عرب کے نیم وحشی صحرا نشینوں کو قانون اور احکام کے دائرے میں لانے اور رکھنے والا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی اور شخص ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان عربوں نے آپؐ کو پیغمبر مان لیا تھا۔ ٹھیک ہے لیکن ذرا شان پیغمبری تو دیکھو کہ نہ اس میں کوئی راز ہے نہ اسرار۔ وہ لوگوں کے سامنے اپنے کپڑوں میں ٹانکے لگا رہا ہے۔ جوتا سی رہا ہے۔ ان کی نفسیاتی تربیت بھی کرتا جاتا ہے۔ انہیں حکم دیتا ہے اور احکام کی تعمیل میں ان کے ساتھ شریک بھی ہے۔ میدان کارزار میں وہ چٹان کی مانند استقامت کا پیکر ہے۔

سامعین! حضورؐ کی ذات اقدس کو 1200 برس کے بعد ہم بہتر جانتے ہیں یا ساتویں صدی عیسوی کے وہ سادا لیکن تیز نگاہ عرب جانتے تھے جو دن رات آپ کے گرد اس طرح منڈلاتے تھے جس طرح آپ اس ہال کے دلکش بڑے چراغ کے گرد پروانوں کو منڈلاتا دیکھ رہے ہیں۔ آپ اس مقدس ہستی کو جو چاہیں سمجھیں یہ میرا فرض منصبی ہے کہ آج کی شام اپنے معزز حاضرین کو اور آنے والی نسلوں کو یہ بتا جاؤں کہ دنیا کے کسی بادشاہ، حکمران، فاتح، سلطان، راجہ یا مہاراجہ کو اپنی رعایا کا اتنا احترام محبت اور عقیدت نصیب نہیں ہوئی جو عرب کے اس کملی پوش بادشاہ کو عطا ہوئے۔ لبادہ ایسے اوڑھے ہوئے جس میں اس نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جا بجا پیوند لگا رکھے تھے۔ محبتوں کی یہ دیوانگی 23 سال لگاتار چلتی ہے بلکہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ انسانوں کا کوئی ایسا ہیرو اتنا محترم انسان آپ کو کہیں اور، کوئی اور دکھائی دیتا ہے؟

آپ کی حیات پاک درخشاں جواہرات سے مزین ہے۔ جب آپؐ کا ایک بچہ فوت ہو جاتا ہے تو فرماتے ہیں۔ ''اللہ ہی عطا کرتا ہے اور وہی لے جاتا ہے۔ بلند نام تو اسی کا ہے۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ پسندیدہ غلام زید غزوۂ تبوک میں شہید ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوانمردی سے فرماتے ہیں۔ ''زید ہمیشہ اپنے مالک کا دم بھرتا رہا اور اب وہ اسی کے پاس چلا گیا ہے۔'' پھر چند لمحے بعد زید کی بیٹی کیا دیکھتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید کی میت کے قریب بیٹھے آنسو بہا رہے ہیں۔ وہ لڑکی پوچھتی ہے کہ ''یہ کیا اے رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیتے ہیں۔ ''یہ ہے تقاضائے بشری۔ ایک دوست کی محبت اپنے دوست کے لئے۔''

ایسی عظمت کی مثال لا سکتے ہو تو لاؤ کہ اپنی وفات سے دو دن پہلے وہ مسجد میں چلا جاتا ہے اپنی کمر سے کپڑا اٹھا کر کہتا ہے۔ ''لوگو!

اگر میں نے تم میں سے کسی کو دکھ دیا ہو تو آؤ یہ میری کمر حاضر ہے اور یہ زمین پر کوڑا پڑا ہے جو بدلہ لینا چاہے آج کے دن محمدؐ بن عبداللہ سے بدلہ لے لے۔"

آپ نے دیکھا کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ کہہ رہے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ نہیں فرماتے۔ اس لئے تاکہ شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام میں کوئی شخص جھجک میں پیچھے نہ رہ جائے۔ اتنے بڑے ہجوم میں صرف ایک شخص اٹھتا ہے۔ آپ نے ایک بار مجھ سے تین درہم قرض لئے تھے اور پھر اس بے تاج بادشاہ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔ خندہ پیشانی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے ہوئے قرض لوٹا دیتے ہیں کہ "آج کے دن کی شرمندگی یوم آخرت کی شرمندگی سے بہت آسان ہے۔" یہ ہے آپؐ کا عظیم کردار۔ ذرا اپنے دلوں کو ٹٹولیے۔ کیا وہ ہمارے اپنے نہیں لگتے؟ کیا آپ کو ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم سب ایک ہی مادر فطرت کی اولاد ہیں۔ ہم انؐ کے ہیں اور وہؐ ہمارے ہیں۔

میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس لئے بھی بے انتہا محبت کرتا ہوں کہ آپ کی زندگی میں دکھاوے کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ عرب کے یہ صحرا نشین جو ہیں جیسے ہیں بس وہی ہیں۔ انہیں اپنے اور دوسروں کے کام کرنے میں خدمت بجالانے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہ اس میں اعزاز پا لیتے ہیں۔ وہ کبھی نہیں کہتے یا ظاہر کرتے جو وہ نہیں ہیں۔ تکبر تو انہیں چھو کر نہیں گزرا۔ ان میں انکساری ہے لیکن ایسی انکساری ہرگز نہیں جو ان کی عزت نفس کو مجروح کر سکے۔ صحرا کا بدو ہو یا سلطنت روما و فارس کے بادشاہ ہوں۔ وہ سب سے ایک ہی انداز میں مخاطب ہوتے ہیں۔ ایسا جب ہی ممکن ہے کہ انسان دوسروں کو بھی سمجھتا ہو۔ انسانیت کے مقام کو پہچانتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ وہ خود بھی ابن آدم ہے اور دیگر لوگ بھی خدا کے بندے ہیں اور خدا کے سب بندے لائق عزت ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم مشن کی ترقی کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگیں بھی پیش آتی ہیں۔ جنگ جو فطری طور سے ظالمانہ ہوتی ہے لیکن ان حالات میں بھی آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحم و کرم، جود و سخا اور عفو و درگزر کے عالی شان منبر پر تشریف فرما دیکھتے ہیں۔

دستک (۸)

خراج عقیدت!

صاحبو! یہ بات ہمارے لئے نہایت اعزاز و اکرام کا باعث ہے کہ دنیا کے کونے کونے سے ہمارے معزز ریڈرز نے "خراج عقیدت" کو سراہا ہی نہیں اپنے دلوں میں محسوس کیا ہے اور بہت سوں کی آنکھوں سے عقیدت و احترام کے گرم آنسو بہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں مسلمان دنیا میں کہیں بھی رہتا ہو اگر اس کا کوئی خزانہ آج تک لٹنے سے بچا ہوا ہے تو وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت و محبت ہے لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ تھامس کارلائل یہ لیکچر 1840ء میں پیش کر رہا ہے جب وہ کرسچن ہے۔

نورا کارلائل جو تھامس کی پانچویں نسل میں ایک محترم برطانوی خاتون ہیں فرماتی ہیں کہ 1881ء میں بستر مرگ میں تھامس کارلائل کو کلمۂ شہادت نصیب ہو گیا تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ اسی خطبہ کی برکت تھی جو تھامس کارلائل کی آخرت بھی سنور گئی۔ رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا میں چراغوں کی لو بڑھا دی گئی ہے۔

رات ہو رہی ہے۔ 8 مئی 1840ء۔ 500 سامعین ابھی تک ہال میں گم سم ہو کر تھامس کی شعلہ بیانی سن رہے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے:

''اللہ کے آخری نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتماد اپنے مالک پر اتنا محکم ہے کہ وہ حالت جنگ میں موت وحیات کی کشمکش میں بے مثال طریقے سے ثابت قدم رہتے ہیں۔ دشمن کا زور بڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہی الفاظ جاری ہوتے ہیں۔ ''میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں اور میں اللہ کا نبی ہوں جو میں کہہ رہا ہوں اس میں دروغ اور شک کا گزر تک نہیں۔'' میدان کارزار کی حقیقت کو زندگی اور موت کی کشمکش کو وہ حق و باطل کی جنگ سمجھتے ہیں۔ اسی لئے نہ وہ کسی کی موت پر خوش ہوتے ہیں نہ معذرتانا انداز اختیار کرتے ہیں اور اپنی فتح پر کسی فخر و مسرت کا اظہار نہیں کرتے۔ وہ انسانی ذاتیات سے کہیں بلند ہستی ہیں۔ سچائی کا غلبہ چاہتے ہیں۔ کیا سچائی موت وحیات سے بالاتر نہیں ہوتی۔ جس نے حق کی خاطر جان دی اس کا انعام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق کے پاس اور جس نے باطل تلوار اٹھائی اس کا معاملہ بھی اسی خالق کے پاس!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول صاف' سیدھا' دوٹوک ہر الجھاؤ سے پاک غزوۂ تبوک کا موقع آتا ہے تو کچھ لوگ اس میں شرکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے گرمی بہت ہے تو کوئی پکی ہوئی کھیتیوں کا بہانہ پیش کرتا ہے۔ ذرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استدلال ملاحظہ ہو تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم فصلوں اور کھیتیوں کی بات کرتے ہو یہ تو سب دو چار دن کی بات ہے۔ اس کھیتی کے بارے میں سوچو جو لازوال' لافانی اور ابدی ہے۔ سخت گرمی؟ ہاں! سخت گرمی ہے لیکن جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔ کافروں سے خطاب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہایت متناسب طنز کا استعمال بھی کر لیتے ہیں۔ ''اس بڑے دن کو یاد رکھو جب تمہیں اپنے کئے کا پورا پورا پھل مل کر رہے گا۔ دیکھو گے کہ تمہیں بدلہ پورا پورا ملے گا۔ اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ پڑتی ہے حقیقت کے پاتال تک پہنچ جاتی ہے پھر وہ قرآن میں اس طرح بیان ہوتی ہے کہ ایک ایک لفظ کئی جملوں کو بیان کر دیتا ہے بلکہ ان پر بھاری رہتا ہے۔ آپ کی نصیحت میں کوئی دورخی نہیں۔ وقت سب کچھ ہے اسی وقت سے اے بنی نوع انسان! تم اپنی دنیا سنوارو پھر اسی وقت سے تمہاری آخرت خود بخود سنور جائے گی۔ وقت کا ایسا استعمال جو سب مخلوق کے لئے باعث راحت ہو۔ دنیا کے بڑے بڑے لوگ خیالات وافکار' تھیوری اور اندازے اور اپنے اپنے طرز کے تلاش' جستجو اور تحقیق کے راستوں میں گرتے پڑتے زندگی کا سفر پورا کر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی دردناک گناہ ہے۔ شاید تمام قابل تصور گناہوں کی جڑ یہی ہے کہ ہم جھوٹ کے ساتھ باطل کے ساتھ تجربے کرنے میں اپنی زندگی صرف کر دیں۔ تجربے کرنے ہیں؟ تو جی بھر کے تجربے کرو۔ دنیا کی ہر تھیوری کو آزماؤ۔ ٹیسٹ کرو۔ اسے پرکھو۔ قرآن کی سچائی کو ٹیسٹ کرنے بیٹھو گے تو چھوٹے ہو جاؤ گے۔ پہاڑوں سے اونچی بادلوں کے پار آسمانوں سے بلند سچائی خالق کائنات کا کلام۔ اسے شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھو گے تو خود کو کیڑے مکوڑے محسوس کرو گے۔ کیا تم اس سے بڑی توہین اپنے لئے گوارا کر سکتے ہو؟ کیا اس سے بڑا گناہ تصور کر سکتے ہو کہ دھرتی کے سینے پر دو پاؤں پر کھڑے ہونے کے بجائے افلاک کے پیغام کو ٹھکرا کر

مٹی میں حشرات الارض کی طرح رینگنے لگو۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقد، آپؐ کے دشمن، آپ کی ذات پاک میں عیب تلاش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مجھے تو ہنسی آتی ہے کہ ان ناقدین کی بڑی سے بڑی خوبیاں بھی آپ کے نام نہاد عیوب کے سامنے کالی سیاہ نظر آتی ہیں۔ وہ لائق احترام حسن کردار میں تراشا ہوا شخص اپنی 63 سالہ ہجری زندگی میں، جی ہاں! پوری زندگی میں کسی سے سخت بات کہتا ہی نہیں اور کسی پر ہاتھ اٹھاتا تک نہیں۔ اس وقت بھی نہیں جب وہ زبردست قوتوں کا مالک ہے۔ ہر روز ہر لمحہ آپ کی مقدس شخصیت سے نیکیوں، خوبیوں اور پاکبازیوں کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ شاید اس لئے کہ آپ دل پاک رکھتے ہیں اور عدل وتوازن آپ کا مزاج مبارک ہے۔

مسیحیت کی مشہور تعلیم کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال پیش کردو ایک اور طمانچے کے لئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کو ایسی ناممکن تعلیمات نہیں ملیں گی۔ یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ تم بدلہ لے سکتے ہو لیکن مساوی اور عدل کے دائرے کے اندر۔ پھر بھی معاف کردو تو یہ تمہاری عظمت ہے۔ دیکھا آپ نے! قدرت کے باوجود درگزر۔ یہ ہے وہ بلندی جہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام آپ کو لے جانا چاہتا ہے۔

بنی نوع انسان کی مساوات کا اتنا بڑا ایڈووکیٹ نہ دنیا نے دیکھا اور نہ سوچا۔ ایک مومن کی زندگی کے آگے دنیا کی سب بادشاہتیں نثار! آپ زکوٰۃ وخیرات کی صرف تلقین ہی نہیں کرتے اس مشکل ترین نظام کو نافذ کرکے دکھادیتے ہیں۔ کس کمال کا انقلاب پیدا کیا دلوں میں آپؐ نے! ہر مسلمان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اگر اس نے اپنی کمائی سے ضرورت مندوں کو عطا نہ کیا تو یہ ان کا نقصان نہیں اس مسلمان کا اپنا گھاٹا ہے۔ جو مال وہ دیتا ہے قرآن کے تحت دراصل وہ اس کا ہے ہی نہیں۔ وہ تو غریب اور ضرورت مند کا حق ہے۔ اس کا مال ہے۔ کیا یہ انسانیت کے دلوں کی آواز نہیں ہے؟

یہ بات جو کرسچن سکالرز کہتے رہتے ہیں کہ اسلام کی جنت اور جہنم بس جسمانیت ہی جسمانیت ہے سراسر غلط ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے مؤرخین اور محدثین نے جنت و جہنم کے جو جسمانی نقشے کھینچے ہیں اس نقشہ گری کے جرم کے یہ لوگ ذمہ دار ہیں نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قرآن کریم میں بہشت کی آسائشوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ روحانیت پر مبنی ہے نہ کہ لفظی معنوں پر۔ وہاں کی بہشت کی خوشیاں روحانی ہیں مثلاً وہاں نہ خوف ہوگا نہ غم اور خالق کائنات کی موجودگی دیگر تمام آسائشوں پر چھا جائے گی۔

فرماتے ہیں دیکھو! جنت میں بھی تم ایک دوسرے کو سلام کہو گے۔ امن وسکون راحت ومحبت کا تحفہ لو گے۔ مسندیں بچھی ہوں گی جن پر تم آمنے سامنے بیٹھے ہو گے تمہارے دلوں سے تمام رنجشیں اور کینے مٹادیئے جائیں گے۔ تمہاری باہم محبت بذات خود ایک بہشت ہوگی۔ کیا خوشگوار چیزوں سے لطف اٹھانا برائی ہے؟ جی نہیں! برائی ہے اپنی اخلاقیات کو آسائشوں کا غلام بنالینا۔ اگر جنت اور جہنم میں آپ کو جسمانی جزا اور سزا کے ارشادات ملتے ہیں تو کیا وہ انسانی فطرت کے عین مطابق نہیں ہیں؟

خالق کائنات کو انسانوں کو سمجھانے کے لئے انسانوں کی زبان میں اور ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہی پیغام دینا تھا۔

انصاف کا دن، یوم قیامت "یوم الدین" کون سا دل ہے جس

میں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی آرزو کرو تیں نہ لیتی ہو۔ 19 ویں صدی کے وسط میں برطانیہ کا ایک عام آدمی 60 برس کی زندگی پا لینے کی امید کر سکتا ہے جب یہ ساٹھ برس گزر جاتے ہیں تو کیا وہ زندگی ایک دو دن کی محسوس نہیں ہوتی۔ مایوسی اور نا امیدی کی اس صورتحال میں محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ہمیں حیات جاوداں کا مژدہ سناتا ہے۔ یہ حسین ترین سچائیوں میں سے ایک سچائی ہے۔ دل سے لگا لینے کے لائق۔ سوال اٹھتا ہے کہ بندے کا انجام کیسا ہے؟ اللہ کا آخری پیغمبر فلسفیوں کی طرح فائدے اور گھاٹے اچھائی اور برائی نیکی اور بدی کے کھاتے کھول کر نہیں بیٹھ جاتا۔ وہ سیدھی سی بات سکھاتا ہے۔ پھر اگر تمہاری بھلائیوں کا وزن میزان خداوندی پر زیادہ نکل آیا تو تم پاس ہو گئے۔ فوز و فلاح پا گئے حیات بعد حیات میں آگے بڑھنے کے لائق ہو گئے۔ اب تمہیں نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی ڈر نہ غم۔

اے یورپی دانشورو! اگر تم اپنی ضد پر قائم رہنا چاہتے ہو کہ اسلام مسیحیت سے نکلا ہے تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ اس طرح نکلا ہے جیسے رات کی تاریکیوں سے سورج نکلتا ہے۔

دستک (۹)

خراج عقیدت!

صاحبو! جمعہ 8 مئی 1840ء برطانیہ کے رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا میں تھامس کارلائل کا خراج عقیدت بارگاہ سرور کونین ؐ میں جاری ہے۔ یہ لیکچر تھامس کارلائل کی کتاب ''سارٹر ریسارٹس'' "SARTER RESARTUS" کا ایک مستقل باب ہے۔ ''اون ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ''

ہم عرض کر چکے ہیں کہ پارچمنٹ پیپر پر لکھا ہوا یہ خطاب ہمیں تھامس کارلائل کی پانچویں نسل میں ایک محترم اور بزرگ خاتون نورہ کارلائل نے ازراہ کرم ارسال فرمایا ہے۔ یہ انگریزی خطبہ اوریجنل اور غیر ادارت شدہ ہے لہٰذا ہمارے لئے ایک انمول خزانہ ہے۔ لاہور کے ایک محترم ادارے کے توسط سے آج بتاریخ 14 نومبر 2001ء اس کی اردو طباعت شروع ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب یہ قیمتی خطبہ آپ کی خدمت میں ایک خوبصورت کتابچے کی صورت میں حاضر ہوگا۔

سال ہے 1840ء۔ تھامس ایڈیسن ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ لائٹ بلب ایجاد نہیں ہوا ہے۔ دنیا بھر میں راتوں کو مختلف طرز کے دیئے اور چراغ جلتے ہیں۔ رائل آڈیٹوریم میں بھی چراغ روشن ہیں۔ چراغوں کی لو اور بڑھا دی گئی ہے۔ تھامس کارلائل کو خطاب کرتے ہوئے دس گھنٹے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ سامعین کے انہماک میں کچھ کمی نہیں ہوئی ہے۔ تھامس کارلائل کہہ رہا ہے:

سامعین! فطرت کو ہم اگر ماں تصور کر لیں تو مجھے کہنے دیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مادر فطرت کے چہیتے اور معزز ترین فرزند ہیں۔ ان کی نگاہوں سے ایک لمحے کے لئے بھی یہ بات اوجھل نہیں ہوتی کہ وہ آمنہ اور عبداللہ کے بیٹے بھی ہیں اور اللہ کے عالی مقام پیغمبر بھی۔ حق بات کہنے میں بے باک اور مزاجاً نرم رو اور شرمیلے۔ آپ جو دیکھتے ہیں' جو فرماتے ہیں۔ اس میں آپ ؐ کا دل و دماغ دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آپ کے بے مثال کلام کی تاثیر کا یہ ایک بڑا سبب ہے۔ یقین اور ایقان! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یقین اور ایقان! جس پر ان کے خدا نے قرآن کریم میں بار بار مہر تصدیق ثبت کی۔ ''ایسا ہوگا بالضرور ہوگا۔ یہ بات سچ ہے

یقیناً اور وہ باطل ہے یقیناً۔''

سامعین ! ایک اور بات ہے جو مجھے اس مقدس ہستی کے بارے میں بار بار حیرت زدہ کرتی ہے۔ دنیا کی تہذیبوں سے کٹے ہوئے ایک صحرائی شہر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتے ہیں۔ علم کی کوئی شمع مکہ میں منور نہیں ہے۔ یونان، روما، فارس، ہند کے قدیم حکماء کے درس صحرا کے اس فرزند کے قریب سے نہیں گزرتے۔ نہ معلم ہیں نہ مدرسے نہ کتابیں اور پھر عالم انسانیت کا عظیم ترین رہبر بننے والا شخص پڑھنا بھی نہیں جانتا لیکن آپ ان کی پیغمبرانہ زندگی دیکھیے یا طفلی اور شباب کا مطالعہ کیجئے۔ کہیں آپ کو اشارہ تک نہیں ملے گا کہ آپ کچھ سیکھ رہے ہیں۔ نبوت کے 23 برس ہی نہیں اس ہستی مکرم کی 63 سالہ ہجری ساری کی ساری آنکھیں کھول کر بلکہ آنکھیں کھول کھول کر دیکھیئے۔ زندگی مبارک کے کسی مرحلے میں کسی ایک دن یا ایک لمحے میں آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار، حکمت، برتاؤ اور اخلاق میں کجی تلاش نہیں کر سکیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں ایسا کوئی اور فرد بھی دنیا میں گزرا ہے؟ ٹھیک ہے اسے کسی نے نہیں سکھایا۔ وہ تو عالم انسانیت کو سکھانے والا تھا۔ اسے کون سکھاتا۔ جب میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس عظیم ٹیچر کو تمام کی تمام حکمتیں خود بخود کیسے حاصل ہو گئیں تو میرے دل سے صدا اٹھتی ہے۔ میرے ضمیر کی آواز پکار پکار کر کہتی ہے، نہیں نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ خود بخود کوئی یہ سب کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ عبداللہ کے فرزند کے معاملے میں نہ انسان ٹیچر ہے نہ ماحول نہ کتابیں۔ پھر کون ہے آپ کا ٹیچر؟ دل تھام کر سوچئے۔ خدا کے سوا کوئی اور ہو سکتا ہے؟

جوہن گوئٹے نے اپنی کتاب میسٹرز ٹریولز "MEISTER`S TRAVELS" میں کتنی اعلیٰ تمثیل پیش کی ہے، کہانی کا ہیرو ایک ایسی بستی میں آ رہتا ہے جہاں لوگوں کے عجیب عجیب اور مختلف طریقے ہیں۔ افراتفری کے اس ماحول کو سدھارنے کے لئے کتاب کا ہیرو ایک انوکھا تصور پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آج سے ہر شخص اپنی صرف ایک خواہش کو ترک کر دے۔ فقط ایک خواہش کو ترک کر دے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ آناً فاناً بستی کا مزاج ہی بدل جاتا ہے۔ یکا یک ہزاروں خواہشیں ترک ہو گئیں تو آپ کے جھگڑے مٹ کر رہ گئے۔ وہی بستی جہاں ہنگامہ آرائی اور بے سکونی رہتی تھی ایک دن میں پر امن ہو گئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا کی عظیم ترین ہستی نے اپنا بھرپور انقلاب بغیر خواہشات کو ترک کئے مکمل کر دکھایا۔ جی ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مادیت سے ہرگز انکار نہیں۔ آپ جو تعلیم پیش کرتے ہیں اس میں دنیا اور آخرت کی تمام خوشگواریاں شامل ہیں۔ رنگ، خوشبو، خوشحالی، بہتی ہوئی شفاف نہریں، قدرت کی اور انسان کی تمام حسن کاریاں، سہانے موسم، لذیذ غذائیں، اچھے اچھے گھر، صفائی، ستھرائی، پاک فطرت، حسین ساتھی، سجتے ہوئے لباس، امن و سکون، سلام ہی سلام، نہ کوئی خوف نہ کوئی غم۔ یاد رکھیے! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں نعمتیں اور خوشگواریاں صرف آخرت کا وعدہ فردا نہیں، ان کا تجویز کردہ نظام اپنا لیجئے اور سیارہ ارضی کو بہشت بریں بنا لیجئے۔ غور کر لیجئے کیا بنیادی ضروریات کے بغیر انسان دنیا میں آیا تھا؟ کیا ان ضروریات، کے پورا ہوئے بغیر وہ جی سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام مادی چیزوں کا انکاری نہیں۔ وہ تو جنت کی تعمیر کیلئے آسائشوں کی بھی ترغیب دیتا ہے۔ انجیل کی طرح اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ ''مال دار کا جنت میں داخلہ اس سے مشکل ہے کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔'' تو کیا اسلام مال و دولت خزانے اور مادی چیزیں سمیٹ لینے کی تلقین کرتا ہے، نہیں نہیں! ہرگز

نہیں۔ وہ تو صرف مادہ پرستانہ ذہنیت "MATERIALISTIC MENTALITY" کو ٹھکراتا ہے۔ حرص جس کی ناک میں نکیل ڈال کر یہاں وہاں گھمائے پھرتی ہے۔ وہ ذہنیت جس میں صرف میں اور میرا رہ جاتا ہے تو اور تیرا' وہ اور اس کا کچھ نہیں ہوتا۔

جنت اور جہنم کو جس خوبی سے قرآن بیان کرتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بہشت کے چشمے' نہریں' سبزہ' اچھے ساتھی' عربوں کا خواب تھے اور سخت گرمی میں جھلنے والے عربوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہی جہنم کا تصور پیش کر سکتی تھی۔ میں برطانیہ میں اپنے ہم وطنوں سے پوچھ رہا ہوں۔ آپ میں کون ہے جسے بہتی ہوئی نہریں' شفاف پانی کے ابلتے ہوئے چشمے' سبزہ زار اور پیارے ساتھی اچھے نہیں لگتے اور وہ کون ہو سکتا ہے جسے بھڑکتی ہوئی آگ میں گرنے کا شوق ہو؟

پھر کمال یہ ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت دوزخ کا تصور انسانوں کی ذہنی سطح پر چھوڑ دیا۔ فرما دیا انہوں نے کہ بہشت ایسی جگہ ہے جو درحقیقت نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی' نہ کسی دل میں اس کی حقیقت کا خیال تک گزرا۔ پیغمبر اعظمؐ کا خدا صاف کہتا ہے "جنت جہنم کیا ہے؟ تمہارے اعمال جو میں تمہیں لوٹا کر دے رہا ہوں۔" بتایئے! آخرت کا اس سے بہتر تصور آپ کو کہیں اور مل سکتا ہے؟ پھر میزان پر بھی توجہ فرما لیجئے۔ عذاب اور ثواب یہاں وہاں بٹ نہیں رہا ہے۔ یہاں تو اعمال کا وزن ہو رہا ہے۔ میزان کے دو پلڑے ہیں۔ استعارہ سمجھ لیجئے۔ تمہاری زندگی میں اگر انسانی فلاح کے کام بھاری رہے تو گویا دایاں پلڑا جھک گیا کہ یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں خیر ہے اور نتیجہ دیکھئے کتنا قابل رشک ہے! ہمیشہ کی زندگی۔ حیات جاوید! اور وہ بدقسمت جس کا بایاں پلڑا جھک گیا کون ہو گا وہ؟ جس نے اپنے گھرانے اور معاشرے کے حقوق مارے ہوں گے۔ ذہن اچانک اڑ کر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ کی موت مر جائے گا لیکن قرآن کہتا ہے کہ جس نے انسانوں کا حق ادا نہ کیا' وہ دوسری زندگی میں مریں گے نہیں لیکن جئیں گے بھی نہیں۔ زندگی اور موت کے بیچ میں کوئی شخص لٹکا ہو وہی اس کیفیت کو سمجھ سکے گا۔ ہم صرف اندزہ لگا سکتے ہیں۔ کیسی دہشت ناک کیفیت ہو سکتی ہے! پر ہول' رنجور' درد انگیز!

سامعین! کمال یہ ہے کہ شاہ مدینہ انسانوں کو اس خوبی سے اپنے اللہ کا پیغام دیتے ہیں کہ انہیں جنت اور جہنم اپنے قریب' بہت قریب محسوس ہونے لگتی ہے۔ آپ فرما دیتے ہیں لوگو! جنت اور جہنم تو جوتے کے تسمے سے زیادہ تمہارے نزدیک ہے۔ مجھے تو وجد آ جاتا ہے۔ اس طرز تخاطب پر۔ صاحب ایمان شخص صرف آخرت کے خوف و امید میں نہیں جیتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تربیت یافتہ شخص غلط کام کرتے ہوئے خود کو جہنم کے قریب محسوس کرنے لگتا ہے اور جب وہ نیکی کا ارادہ ہی کر لیتا ہے تو اسے بہشت کی کھڑکیوں سے ٹھنڈی ٹھنڈی خوشبودار ہوائیں چلتی آتی گاتی محسوس ہونے لگتی ہیں۔

دستک (۱۰)

خراج عقیدت!

صاحبو! شام کب کی ڈھل چکی ہے۔ جمعہ 8 مئی 1840ء رائل آڈیٹوریم ایڈنبرا کا گھڑیال آٹھ بار ٹن ٹن کر چکا ہے۔ تھامس کارلائل کا برطانیہ کے 500 معززین سے خطاب اپنے آخری مراحل میں ہے۔ خطاب کیا ہے صاحبو! بارگاہِ رسالت مآب صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت۔

مشرق میں ایک مثل مشہور ہے۔ ''جاہل عالم کو نہیں جانتا کیونکہ وہ خود کبھی عالم نہیں رہا۔ عالم جاہل کو خوب جانتا ہے کیونکہ وہ خود کبھی جاہل رہ چکا ہے۔'' شبیر اس مقام پر یہ سوچ رہا ہے کہ محبت اور عقیدت کمال سے ہوا کرتی ہے اور کمال کو پہچاننے کیلئے نگاہ کی بلندی اور ذہنی سطح کی اونچائی ضروری ہوتی ہے۔ مسلمان کم نصیب قوم ہیں جن کے غور وفکر پر ایک ہزار برس سے قدغنیں لگا دی گئی ہیں۔ مذہبی پیشواؤں نے سوچ، غور وفکر اور تدبیر کو حرام قرار دے دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ جو تدبر تھا وہ سب کا سب ہم نے کرلیا ہے۔ تم ہم سے اتفاق کرو گے تو تمہاری سوچ فالتو ہوگی اور اگر ہم سے اختلاف کرو گے تو تمہاری سوچ مردود ہوگی۔ اس سانحہ کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا:

خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہوا نہ کوئی خدائی کا رازداں پیدا

خدائی کا رازداں ہونا تو بڑی بات ہے صاحبو! ہم تو سر سید احمد خان، ''قائداعظمؒ اور علامہ اقبال کی عظمت کا ہی ادراک نہیں کر سکے۔ سرور کائنات کا مقام عالی کیسے پہچانیں؟ یہ تو وہ بادہ ہے جو حسب استعداد عطا ہوتا ہے بلکہ حسب ظرف۔ دیکھئے! کیا کہہ رہا ہے تھامس کارلائل!

''سامعین! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہستی جن کے شایان شان احترام کے لئے دنیا کی کسی زبان میں الفاظ مل ہی نہیں سکتے۔ ان کی خود اعتمادی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ پہلے ہیں اور پہلے چلے جا رہے ہیں لوگو پر ہیبت کلام کو سن کر موم کی طرح پگھل جاتے ہو حالانکہ تم پتھر کی طرح سخت بننے کی کوشش کرتے ہو۔ تم اسے چھپ چھپ کر سنتے ہو۔ ڈرتے بھی ہو کسی کے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ تم اس کلام کی شوکت دیکھ کر اتنے حیران ہوتے ہو کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کلام عربی ہے کیا؟ کبھی کہتے ہو یہ شاعری ہے۔ پھر بول اٹھتے ہو نہیں نہیں! شاعری اتنی پر حکمت نہیں ہوسکتی۔ پھر نیا خیال لاتے ہو۔ یہ تو جادو ہے۔ تم میں کا کوئی دانشمند چیخ اٹھتا ہے کہ ہم اس کلام عربی کو آسمانی سمجھ تو لیں لیکن کیا کریں؟

کہاں جائیں! یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو ہماری طرح کا آدمی ہے۔ کھاتا پیتا بھی ہے۔ بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔ میرے متعصب ہم وطنو! میں یقین سے کہتا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو محض اس نازل ہونے والے کلام کے برتے پر دعویٰ کر بیٹھتا۔ میں تو فرشتہ ہوں۔ اوتار ہوں، دیوتا ہوں لیکن آپ جواباً یہی فرماتے ہیں ہاں! میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ بات بس اتنی ہے.............

میں کہتا ہوں بات اتنی ہی نہیں تھی۔ آپؐ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ بہترین شہری، بندۂ دلنواز، اعلیٰ درجے کا لیڈر، صاحب فکر، اول درجے کا خطیب، صاحب کردار، زبردست کمانڈر، بہترین ساتھی، عظیم فرزند، بے مثال بیٹا اور باپ، صف اول کا قانون ساز، دلوں کا فاتح، دماغوں کا حکمراں، پھر بھی خود کو صرف بشر کہتا ہے اور لوگو! پھر یہاں ٹھہر نہیں جاتا۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تم تدبر کرو سوچو، غور کرو۔ وہ معجزے دکھا کر لوگوں کے ذہنوں کو ماؤف نہیں کر دیتا۔ ان کی عقلوں کو معطل نہیں کر دیتا۔ وہ فرماتا ہے تم اکیلے اکیلے اور کبھی مل جل کر میرے پیغام پر غور کرو۔ چاہو تو میری ذات پر الزامات لے سکتے ہیں۔ ایسی ایک مثال کہیں سے ڈھونڈ کر؟ کتنی دلچسپ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کو بھی

اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کو جھوٹا یا برا کہہ ہی نہیں سکتے۔ صرف آپؐ کے پیغام کو اپنانا نہیں چاہتے۔ انانیت "EGO" خود پرستی کی جو مثال ابو جہل پیش کر گیا وہ بھی اس باب میں حرفِ آخر ہے۔ اتنا ٹھوس اقرار! اس پر انکار اتنا کمزور! جیسے حجرِ اسود پر مکڑی نے جالا بن دیا ہو۔ جیسے دوپہر کے سورج کے نیچے سفید بادل کی کوئی ٹکڑی گزر رہی ہو۔ اللہ اکبر!

اب ذرا فکر کا ایک قدم اور آگے بڑھایئے۔ کیا دنیا میں کبھی کیا تاریخ میں کسی انسان نے اپنے دشمنوں سے یہ کہا ہے تم سب مل جل کر مجھ پر نازل ہونے والے کلام جیسی ایک سورہ بنا لاؤ۔ اپنے حمایتیوں کو بھی ساتھ لے آؤ۔

سرداروں، جغادریوں، فرعونوں اور طرم خانوں کے دلوں میں بھونچال پیدا کرنے والا اعلان!

''میں اپنے اللہ کا ایک بندہ سہی جیسے، تم سب اس کے بندے ہو۔ قرآن میری کتاب نہ سہی کہ اس میں تمہاری ہی تذکرہ ہے اور اسکا مصنف خداوند عالم ہے۔ میں بھی تمہاری طرح ایک جسم رکھتا ہوں۔ سوتا ہوں، جاگتا ہوں، کھاتا ہوں، پیتا ہوں، بازاروں میں چلتا پھرتا ہوں۔ اگر تم میرے مقدس پیغام سے انکار کرتے ہو، اپنی دشمنیوں میں بڑھتے چلے جاتے ہو تو ایسا کرو کہ سب آپس میں مل کر میرے خلاف کوئی تدبیر کر لو اور ہاں یاد رکھو مجھے ذرا سی مہلت بھی نہ دینا۔'' پھر کون سی تدبیر ہے جو آپ کے دشمن اٹھا رکھتے ہیں اور کون سی شکست اور کون سی ہزیمت ہے جو ان ظالموں کو اٹھانی نہیں پڑتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین عیسائیت سے نکلا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہودیت، مسیحیت اور اسلام سب ایک ہی خدا کے بھیجے ہوئے پیغامات ہیں۔ اسلام البتہ آخری اور کامل دین ہے۔ روحانیت اپنی معراج پر۔ یہاں جنت بخشش کے طور پر عطا نہیں ہوتی۔ ایمان اور البتہ اعمال کے نتیجہ میں ملتی ہے جس سے انسانیت کی بلکہ مخلوق کی بھلائی کا سامان ہوتا ہے۔ اسلام میں جھوٹ تلاش نہ کیجئے لیکن اگر آپ اپنے شوق اور جستجو کی خاطر اسلام میں جھوٹ ڈھونڈنے پر بضد ہیں تو سمجھ لیجئے کہ جو چیزیں آپ کی عقل اور دل میں کھٹک جاتی ہیں۔ وہ رسول عربی کے ڈیڑھ دو سو، تین سو برس بعد آنے والے مذہبی پیشواؤں کے کارنامے ہیں۔ جھوٹے وہ ہیں، احسان فراموش، خوف خدا سے عاری، اپنی ذات میں بند انسانیت کے دشمن۔ یہ بعد والے لوگ ہیں ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے تاریخ عالم کی عظیم ترین ہستی اور اس کے مقدس پیغام کے گرد اپنے چھوٹے چھوٹے دماغوں کی گھٹن پیدا کر دی۔ دیکھنا ہو تو اسلام کی سچائی اور حسن کاریوں کو دیکھئے۔ مسلمان عموماً آپ کو اپنے دین سے اتنی زیادہ محبت کرتے نظر آئیں گے جو مسیحیوں کو نصیب نہیں۔ آج 1840ء میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 1200ء برس بعد بھی قاہرہ کی اندھیری رات میں جب چوکیدار پکارتا ہے۔ ''کون ہے''، تو مسافر یہ نہیں کہتا کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں جواباً وہ کہتا ہے ''لا الہ الا اللہ'' اور فوراً چوکیدار کی تسلی ہو جاتی ہے۔ اسلام کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ وہ جہاں جہاں جاتا ہے صرف برائی کو مٹاتا ہے۔ خوبی کو تروتازہ اور شگفتہ رہنے دیتا ہے جیسے آپ گلاب کو سونگھتے ہیں تو آپ کا جی چاہتا ہے کہ اس کی ڈنٹھل اور ٹہنی کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس کی پنکھڑیاں سلامت رہیں۔

عربوں کو اسلام نے اندھیروں سے نکالا اور انہیں روشنی کی طرف لے گیا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ عربوں کو پہلی بار اسلام نے زندگی

عطا کی۔ جب سے دنیا بنی تھی یہ غریب عرب چرواہے صحراؤں میں تہذیب کی نگاہوں سے اوجھل بھیڑ بکریاں چراتے پھرتے تھے پھر ان ہی لوگوں میں انسانیت کا عظیم ہیرو پیغمبر نازل ہوتا ہے۔ دنیا کے نظر انداز کئے ہوئے یہ گڈریئے اور چرواہے دنیا پر چھا جاتے ہیں۔ تاج تخت اور خزانے ان کی ٹھوکر میں ایک صدی نہیں گزرتی کہ اسی عرب کے ایک ہاتھ میں غرناطہ ہے اور دوسرے ہاتھ میں دہلی' ان فتوحات کے ساتھ صرف شجاعت ہی نہیں علم' عدل اور کردار کی روشنی بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ عرب نہ صرف خود چمک رہا ہے بلکہ اس نے ایک دنیا کو جگمگا دیا ہے۔ نظام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایمان ایسی قوتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایمان لانے والے افراد کی اور قوموں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عربوں کی مثال ایسی نہیں کہ چمکتی ہوئی ایک چنگاری خشک ریت پر گر کر ٹھنڈی ہوگئی ہو۔ یہ مثال تو ایسی ہے کہ ایک مقدس شرارہ بجلی بن کر بارود کے ڈھیر میں آ گرا ہو اور پھر بارود کے اس ڈھیر سے ایسی آتش فروزاں ہوئی ہو جو دہلی سے غرناطہ تک زمین کو اور زمین سے آسمان تک فضا کو نورانی کر گیا ہمیشہ کے لیے۔ میرا عظیم ہیرو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ! آسمانی بہشت کی بجلی کا شرارہ دنیا کے لوگ جس کے انتظار میں تھے تاکہ وہ روشنی پائیں اور پھر قیامت تک دیئے سے دیا جلتا چلا جائے۔

محققین قرآن سے لے کر عام طالب علم تک کے لئے ایک

اہم خوشخبری

محترم مفکر قرآن جناب پرویز صاحب کی عمر بھر کی قرآنی بصیرت یعنی لغات القرآن' مفہوم القرآن' تبویب القرآن اور قرآنی قوانین کو جو پانچ ہزار صفحات پر انسائیکلوپیڈیا کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے اسے بزم طلوع اسلام لاہور نے ایک ہی C.D. میں ایک خاص باہمی ربط کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے۔

خواہش مند حضرات ادارہ طلوع اسلام' 25بی' گلبرگ 2' لاہور سے صرف مبلغ 100 روپے میں علاوہ ڈاک خرچ طلب فرمائیں۔

سرسیدؒ میموریل لائبریری آپ کی خدمت میں دینی کتب لاگت قیمت پر مہیا کرتی ہے

لباس اور چہرہ کیسا ہونا چاہئے' رحمت اللہ طارق' قیمت 20 روپے' ہمارے دینی علوم' اسلم جیراجپوری' قیمت 30 روپے' قتل مرتد کی شرعی حیثیت' رحمت اللہ طارق' قیمت 25 روپے' تفسیر منسوخ القرآن' رحمت اللہ طارق' قیمت 250 روپے' عورت اور مسئلہ امارت' رحمت اللہ طارق' قیمت 20 روپے' تفسیر میزان القرآن' رحمت اللہ طارق' قیمت 400 روپے' قربانی کی شرعی حیثیت' رحمت اللہ طارق' قیمت 10 روپے' قرآن کا معاشی نظریہ' رحمت اللہ طارق' قیمت 25 روپے۔

☆یہ قیمتیں ڈاک خرچ کے علاوہ ہیں☆ وی پی پی کا انتظام نہیں ہے☆

درج ذیل کتب مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

سرسیدؒ میموریل لائبریری' کالج سٹاپ جی ٹی روڈ' باغبان پورہ' لاہور۔

پاکستان میں

علامہ غلام احمد پرویزؒ

کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل منظور شدہ مقامات پر ہوتا ہے

نوٹ: نمائندگان محترم سے التماس ہے کہ ایڈریس یا اوقاتِ درس میں تبدیلی کی صورت میں ادارہ کو فی الفور مطلع فرمائیں۔

شہر	مقام	دن	وقت
ایبٹ آباد	234-KL کیہال۔رابطہ۔گل بہار صاحبہ	بروز منگل	4 بجے شام
ایبٹ آباد	234-KL کیہال۔رابطہ۔محترم شیخ صلاح الدین، فون۔34699	بدھ	4 بجے شام
اوکاڑہ	برمکان احمد علی 180-A، شادمان کالونی رابطہ۔محترم شیخ احسان الحق، فون۔0442-510718	جمعتہ المبارک	3 بجے شام
بوریوالا	کالج روڈ، نزد شاہد ہومیو سٹور،	جمعتہ المبارک	3 بجے شام
پشاور	دفتر محترم عبداللہ ثانی صاحب ایڈووکیٹ۔کابلی بازار رابطہ فون۔840945	ہر بدھ و جمعہ	5 بجے شام
پشاور	افغان کالونی، بلاک (بی) حسین خان سٹریٹ، گلی 3، ٹیوب ویل چوک، مین روڈ، رابطہ۔ڈاکٹر بشیر الحق۔	جمعتہ المبارک	4 بجے شام
پیر محل	مکان نمبر 139/140۔مدینہ پارک	ہر ماہ پہلا اتوار	9 بجے صبح
پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین	جمعتہ المبارک	3 بجے شام
جہلم	برمکان محترم قمر پرویز، مجاہد آباد، جی۔ٹی۔روڈ	ہر ماہ کی پہلی اور آخری اتوار	9 بجے صبح
جلالپور جٹاں	یونائیٹڈ مسلم ہسپتال	جمعرات	10 بجے صبح
چنیوٹ	محترم آفتاب عروج۔مکان نمبر W-11/9، گنبد والی کوٹھی، گوجر روڈ، گوجر چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن۔	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
چک 215 ای۔بی	شاہین پٹرولیم، اڈا کوارٹر	اتوار	9 بجے صبح
چوٹی زیریں	محترم ارشاد احمد لغاری، لغاری برادرز، زرعی سروس، ڈیرہ غازی خان	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
حیدر آباد (قاسم آباد)	محترم ایاز حسین انصاری، B-12، حیدر آباد ٹاؤن، فیز نمبر 2، قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر	جمعتہ المبارک	بعد نماز عصر

	آخری بس سٹاپ۔رابطہ فون 654906		
خان پور	بمقام مکان حبیب الرحمان، محلہ نظام آباد وارڈ نمبر 9 خان پور ضلع رحیم یار خان	ہر اتوار	شام 6 بجے
راولپنڈی	فرسٹ فلور، کمرہ نمبر 114، فیضان پلازہ۔کمیٹی چوک	جمعۃ المبارک	۴ بجے شام
	رابطہ۔چوہدری نثار احمد۔فون: 5542985-5774752	اتوار	4 بجے شام
سرگودھا	B-4، گلی نمبر 7، بلاک 21، نزد مکی مسجد چاندنی چوک	منگل	7 بجے شام
	رابطہ۔ملک محمد اقبال۔فون: 711233		
فیصل آباد	C-23، پیپلز کالونی (نزد تیز ب مل)	جمعۃ المبارک	3:30 بجے شام
	رابطہ۔محترم شریف لون۔فون: 544508		
کراچی	105 سی بریز پلازہ، شاہراہ فیصل	اتوار	9 بجے صبح
کراچی	ڈبل سٹوری نمبر 16، گلشن مارکیٹ 36/C،	اتوار	11:30 بجے صبح
	ایریا کورنگی 5۔رابطہ محمد سرور۔فون: 5046409	جمعۃ المبارک	بعد نماز مغرب
	درس کے علاوہ بھی لائبریری کھلی رہتی ہے۔		
کراچی	A-446 کوہ نور سنٹر، عبداللہ ہارون روڈ، رابطہ محمد اقبال۔فون: 5892083	ہر اتوار	10 بجے صبح
کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ۔رابطہ فون: 825736	اتوار	4 بجے شام
گوجرانوالہ	شوکت نرسری، گل روڈ، سول لائنز	جمعۃ المبارک	بعد از نماز جمعہ
لاہور	B-25، گلبرگ 2، (نزد مین مارکیٹ)	اتوار	9:30 بجے صبح
ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	جمعۃ المبارک	5 بجے شام
منگورہ۔سوات	ڈیرہ اقبال ادریس، عقب مہران ہوٹل گرین چوک	جمعۃ المبارک	بعد نماز جمعہ
	رابطہ جہانگیر خان، ڈھیری بابا، نزد ایئر پورٹ۔فون: 725708-710917		
منڈی بہاؤالدین	کے۔ایم۔جوہر ماڈل سکول، گلی نمبر 1، محلہ صوفی پورہ	جمعرات	2.30 بجے دوپہر
نواں کلی، صوابی	رابطہ بابو اسرار اللہ خان، معرفت ہومیو ڈاکٹر ایم۔فاروق، محلہ خدر خیل	اتوار	10 بجے صبح

علامہ غلام احمد پرویزؒ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں پر دستیاب ہے۔

تحریک طلوع اسلام سے متعلق استفسارات مندرجہ بالا مقامات پر موجود کارکنان تحریک کے حوالہ کیجئے۔جواب ادارہ سے براہ راست دیا جائے گا۔

ENJOY YOUR STAY AT

HOTEL PARKWAY (PVT.) LTD.

Near Railway Station - Lahore

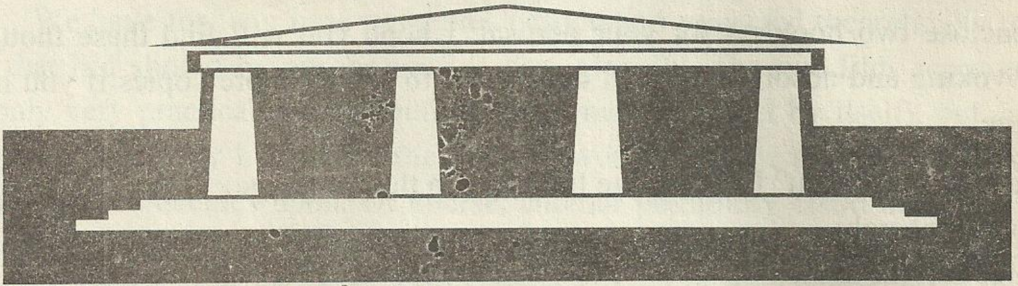

All Comforts Available:
- T.V. & Fax
- Air-Conditioned
- Telephone Exchange
- Car Parking
- Excellent Service

Ph:92-42-6315647-52–FAX:92-42-6366029

DARS-E-QURAN (IN URDU)

BAZM TOLU-E-ISLAM MANCHESTER (U.K)

EVERY **FRIDAY** FROM **8PM – 9PM**

AT

33 ST. GEORGES ROAD, FALLOWFIELD
MANCHESTER, M14 6SX

DARS-E-QURAN AUDIO AND VIDEO TAPES (URDU) AND
ALL THE PUBLICATIONS BY ALLAMA PARWEZ
ARE AVAILABLE IN OUR LIBRARY FOR LENDING.

PLEASE CONTACT:- MR. MEHFOOZ (0161 286 5496)
OR MR. R.QURESHI:- TEL & FAX NO. (01565 830278)

have Eid on one unified day is the most courageous, appropriate and very timely.

I compliment you on airing the aspirations, wishes of all Muslims in UK.

These so called custodians of Islam have least training how to tackle the modern day social, political and economic problems facing the Ummah.

I enclose two booklets for your perusal. I hope you will find these thought-provoking and absorbing. I will be pleased to supply more copies if you need some.

Can you read Urdu? I have some literature in this language.
Yours sincerely
Maqbool M.Farhat

=========================

Dear Mr. Maqbool,
Asalaamu~Alaikum,

Thank you for your kind letter regarding Muslim Imams. and the booklets you had enclosed (dated 2nd January 2002).

I have suggested on the television channel: ARY Digital, that the people claiming to be the custodians of Islam should undergo systematic training with ongoing monitoring. I proposed that to practice, they should be required to sit an examination in order to obtain a license which will allow them to practice and preach for five years. This examination should incorporate assessment of knowledge of the Qu'ran, Hadith and Sharia Law. as well as general knowledge, and a capacity to understand and tolerate the views of others. There should also be refresher courses. seminars and lectures in order to safeguard the principles, and keep-up with modern thinking. Furthermore, there should be a reasonable wage structure and arrangements for the payment of living expenses etc.

I would also like you to know that I can and do read Urdu, and will be very interested in the literature you have.

Yours Sincerely,
Dr. M.D. Khan
P. Adviser

****

CORRESPONDENCE BETWEEN M.M.FARHAT AND LORD NAZIR AHMED

The other day we received from London copies of correspondence between Maqbool M. Farhat and Lord Nazir Ahmed. Their exchange of views, as you can see, has touched important issues very succintly but convincingly.

We have for long time now, under-stood and projected theoretically the idea that Eid should be on one unified day, globally. The two Eids represent not only very practical and revolutionary themes (a subject by itself), but can also psychologically help unify the Muslim world. May be this day could be the day Mecca decides upon. Of course, another possibility could be to apply the scientific study of the innar calendar. Better still, it could be the solar calendar instead. Both the sun and the moon belong to the creator, Allah, and the solar calendar is much more practical and modern. (By the way, the moon borrows its light from the sun—very symbolic, isn't it?) Why should we freeze everything into primitive times or always hark back to times centuries ago? The Quran enjoins that no two days should be the same! There could not be a more revolutionary declaration.

Secondly, the suggestions given for the education and training of the "Custodians of Islam" by Lord Nazir Ahmed are indeed constructive and plausible. These could also be the stepping-stones towards the abolition of priesthood, the biggest and psychotic enemy of humanity.

****

Dear brother Lord Nazir Ahmad

Salaam-o-Alaikum

Belated Eid Mubarik and Happy New year.

Although we are not acquainted well with each other, but I met you and chatted a few minutes limited to hello, hello at some receptions and functions in London hosted by Pak High Commission, Muslim Council of Britain, Pakistan Society and Newham Borough of London.

I am aware of your constructive general views on British politics, international affairs and religion but your recent open and frank advice to Muslim Imams to

It is because of these conspiracies, when we say that if *Hadith* books were authentic, then why did the Messenger not give them to his companions in a secured book form? The answer that is usually given by our conservatives is, 'Even Quran (Allah forgive us) is not safe, why to blame the *Hadith*.' (May Allah save us from His wrath). The Muslim situation is such, that it is being openly said about the Quran, it is not in its original form that was delivered to mankind.

Please give your serious thoughts on these conspiracies and how far reaching are its repercussions. Because of these widespread fabrications, whosoever says, to fear Allah and not spread derogatory rumors and attribute them towards the Messenger, is dogmatized as an atheist, radical, non-believer, what all and what not, by our so called saints and clergy. It is all due to these spreading of rumors, nowadays we are getting demands from Muslims (mind you, not Non-Muslims, but actually from the learned religious scholars) to prove that Quran is in its original content. This is being asked as if Quran does not belong or is of no concern to them, and we are its sole upholder. When this is the state of affairs, the mind naturally says:

"Allah! Please come down and help yourself"

It is not difficult for us to prove, the Quran that we possess today is the same one, word for word, sentence for sentence, which was given to humankind by Messenger Muhammad[PBUH]. And not a single letter has been changed in it. It is possible, not from historical evidence or Quranic sources, but we can bring Non-Muslim scholars, authors and historians as witnesses to this accusation. Since it is a separate topic, we shall not delve into it here. We only wanted to bring forward the *ahadith* about Quran that are considered authentic and true.

****

B-2920
8-04-2002

ایک استدعا

غیر ممالک میں رہائش پذیران مسلمان بچوں کے لئے جو صرف انگلش میں پڑھنا جانتے ہیں' طلوع اسلام کا لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔ طلوع اسلام کے حلقہ میں انگریزی نویس حضرات وخواتین سے استدعا ہے کہ ننھے مسلمان بچوں کے لئے بھی پمفلٹس یا چھوٹی کتابیں تحریر کریں تاکہ غیر ممالک میں رہنے والے بچے کرسچن نما مسلمان بننے کی بجائے اپنے دین مبین کا صحیح تعارف حاصل کرنے کے قابل بن سکیں۔ یہاں پر جتنی بھی انگلش اسلامی کتابیں ملتی ہیں وہ سب ''مذہبی'' کتابیں ہیں' مختلف فرقوں کی' جن سے بچوں کو کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ جو حضرات انگلش میں لکھتے ہیں ان کی تحریر مذہبی نہ ہو بلکہ دینی ہو جو بچوں کو تباہ ہونے سے بچا سکے۔ شکریہ

مستدعی : ایم۔ رفیق راجه

2525 Cavendish Blvd.#717, Montreal Que., H4B 2Y6, CANADA

"Washing of feet, is nearer to our cognitive apprehension and plausible to the desire of Quran." (that is, the word with letters ل , is more acceptable).

Maulana Maudoodi does not tell us what should be done with the other version, that carries the letter 'ل' in the Quran. This is the situation of *'Ikhtelaf e Kirat'* (difference in version of Quran) that is being authorized and sanctioned by numerous *ahadith* and carries a very significant belief in the Muslim *ummah.*

ET TU BRUTUS:

'Kitab ul Musahaf' (book of manuscripts) is written in one hundred and ninety five pages. It is not conducive for us to copy the whole book. Whoever wants to pursue this matter, can peruse the humongous treasure of *ahadith* for himself. After quoting the above excerpts, we appeal to our honorable readers, whosoever still possesses, any tiny flickering light in his heart for the respect and faith in Quran, to let us know of your opinions and views on Quran, after all this that we have discussed and quoted above. Is it possible that a book, of which you have read all this, deserves to be called a Divine revelation? Can we challenge and proclaim with conviction to the whole world, that each and every word of it is as true today, as it was revealed to the Messenger, worthy to be delivered to the Messenger's audience? Please think with a serene mind and tell us the difference, if there is any left, between this Book, Bible and Torrah.

Torah, Bible and other heavenly books are accused of being amalgamated by human thoughts. That is the reason we do not have faith in them any more, nor can we say these books have the exact contents in which their respective Messengers gave them to the people of those times. Now you also have read, how these gospels have managed to downgrade the Quran and violate its integrity. And how the non-Arab conspiracies have succeeded in their nefarious designs! Today, the non-Muslims bring these parables of Quran and ask us, as to how can we prove the authenticity of Quran in the presence of these *ahadith*? Do you know as to how this *'Kitab ul Musahaf'* came into light? A learned orientalist. Arthur Jefery, collected all the *ahadith* that go against the Quran and published a book by the title of, 'MATERIAL FOR THE HISTORY OF THE TEXT OF QURAN'

Along with it he has also published *'Kitab ul Musahaf'* of Dawood, word for word, in which we find all the so-called authentic *ahadith* which become witness to the accusal of differences in the Quran, so that the world cannot say his book only has irresponsible utterances on the Quran. The same Holy Quran about which Allah holds guarantee on its preservation. These are those conspiracies of Non-Muslims that have spread the notions that even Quran is not free from mistakes!

your feet upto the ankles." If we follow the other version of Quran, that is connected to the command وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ . Meaning, 'and caress your feet upto the ankles.'

This is only an outward or surface difference in the meaning of these two famous and parallel *aa'yaa* of Quran. In order to remove these dubious meanings, the only remedy would be to make one interpretation of the two meanings (either washing or caressing). But all our endeavors towards this have gone in futility. The reasons for and against both of these meanings are equally profound. The other alternative would be, either one of the two meanings could be preferred on the basis of grammar. But this also is not functional. As both reason and preference are equally true. Now there is no other way out, but to observe the deeds of the Holy Messenger and his companions[R]."

And after this it is written:

"What other source could be more honorable, when we find that Quran is unable to explain some issue or the other."

Besides arguing further on this controversy, Maulana Maudoodi says, "Both of these *aa'yaa* are so parallel and authoritative that we cannot annul anyone of these." Hence it is being explicitly alleged by Maulana Maudoodi, that this concerned *ayat*, under discussion of the Quran has been revealed to the Messenger in two words separately. That is لَ and لِ

The difference is so important that according to one, the meaning is 'to wash the feet' and the other words mean, 'to caress the feet.' And this is why, they tell us, the Quranic words are unable to explain."

We shall leave this matter here for you to decide, as to what kind of an opinion is formed about Quran after this debate. We defy the whole world with all our faith and conviction, that this book is untouchable; not a single letter or dot has been changed ever since it came into being. You can imagine, how much integrity of our faith is left after reading all this? And what sort of concept is formed of a God, who has revealed this kind of a book – whose commands are so contradictory? If, on the other hand, God revealed this *ayat* in one version – either with letters لَ or لِ - then the Messenger of Allah (God forgive us) delivered it to some individuals with letters لَ while to others with لِ. This alleges, blames, and accuses (God forgive us) Messenger Muhammad[PBUH]. And if neither of these arguments appeal to the minds, then the next question is, how did these two different *aa'yaa* come into existence?

After reading further, Maulana Abul A. Maudoodi says:

parable of Abu Nazra in his collection of *ahadith*. In the third tradition it is also quoted from Abu Nazra that he read, the *ayaat* in question, in front of Ibne Abbas. فما استمتعتم به منهن And he replied, "الیٰ اجل مسمیٰ." He said it three times. "By God! This *ayat* was revealed like this and is true."

This is called making a difference – as according to the *ahadith*, Hazrat ibne Abbas[R] and various other companions of the Messenger pronounced that the *ayaat* in their manuscripts were the actual revelations, and not those that are in the manuscripts of Hazrat Uthman[R]. You can say, this nefarious plot is all because of *Kitab ul Musahaf,'* now how can you deem it to be authentic? But we also know that the author of *'Kitab ul Musahaf'* has not fabricated any parable on his own. He has only made a collection of parables from various *ahadith* narrated by different authors and placed them in one book. And these authors are those (from whose books he has collected) who are looked upon with great trust and respect.

The highest assurance we find in this matter, is from our religious scholars and connoiseurs who also are inclined towards, *'Ikhtelaf e Kirat'* (difference in Quran). As will be noticed, it is often written in their explanations of Quran, ' according to the manuscript of Ibne Abbas[R] (*Kirat e Ibne Abbas*) the meaning is......' We can give you one example of this:

Everyone knows that while performing *wadhu* (ablutions), it is customary among the Sunnis to wash their feet. The *shiites* only do 'Messa' (caressing their feet with wet hands) while doing *wadhu*. One gentleman asked Maulana Maudoodi as to which is the correct way of performing *wadhu*? Maulana Maudoodi gave an answer in his periodical *'Tarjuman ul Quran'* of February 1959, wherein after quoting the concerned *ayaat* of Quran:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا
بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (5/6)

He said:

"In this, there are present two different versions of Quran, on the words وَاَرْجُلَكُمْ. Naafay, Ibne Amir, Hefus, Kisaani and Jacob believe in وَاَرْجُلَكُمْ (فتح لام) and Ibne Kaseer, Humza, Abu Amru and Aasim have a Quran with وَاَرْجُلِكُمْ (بکسر لام). Neither of these two versions of Quran are, as if somebody sat down in his own free time and changed the ar'aab (spellings). Both of these *aa'yaa* are revelations and have been copied as is. Now if one follows the version of وَاَرْجُلَكُمْ we become connected with فَاغْسِلُوْا command. And the meanings of this command is "and wash

THE MEANING OF 'IKHITELAF E KIRAT':

As is written, the *ahadith* also contains those that were referred to other manuscripts of companions of the Messenger. It becomes more obvious as to the kind of differences that existed. We shall suffice here on only one example. The difference of *Aa'yaa* (sentences) of Quran is called *"Ikhtelaf e kirat."* When somebody writes or says '*Kirat e ibne Abbas*,' *c'est a dire*, the words belong to that manuscript of Quran that is with Hazrat ibne Abbas[R].

In chapter Nis'aa of Quran, it expounds clearly as with whom one cannot maintain sexual relationships. It is written in 4/24:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (4:24)

And save these, all others are lawful. Provided you want (in marriage) with gifts from your property – desiring chastity not lust, seeing that ye derive benefit from them, give them dowers (at least) as agreed.

Among the *sunni* sect this contract is known as '*Nikkah.*' It is considered permanent unless it is abrogated by divorce or death. On the contrary, the *shiite* community call it '*Mutta,*' where according to this contract a male and a female enter an agreement for a limited period for the purpose of sexual gratification. The female is reimbursed for the sexual liberties. The sunnis consider this type of contract against Islam.

After this brief introduction, we shall move ahead. Hazrat Abdullah ibne Abbas[R] is a very famous name among the Sunnis. He was one of the companions of the Holy Messenger. The *ayat* of Quran just quoted above, according to his manuscript is as follows:

فاستمتعتم بہ منھن الیٰ اجل مسمیٰ..........

(You may take benefit from them [females], for an agreed period of time). This *ayaat* has been extended with the words... الیٰ اجل مسمیٰ It gives marital sanctions for a certain period of time, like the *'Mutta'* in *shiites*. Let us read what Abdullah bin Abbas[R] has to say about this extension in his manuscript. The most reliable explanation of Quran of the *sunnis* is of Tibri. According to him, the explanation of the above *ayat* (4/24) of Quran is as follows:

"Abu Nazra states that I asked from Ibne Abbas[R] about *"Mutta."* He replied, "Did you not read the chapter Nisaa in Quran." And I said, "Yes, I did." He then asked again, "Did you not read ....فاستمتعتم بہ منھن الیٰ اجل مسمیٰ in it" I replied in the negative. He said, "This is the actual *ayat* ." Abdul A'ala also quotes this

correct revelation." After that the Messenger said, "The Quran had been revealed on seven words. Hence, you must read, whatever is easier for you."

You will be amazed to know, Omar ibnul Khitab[R] is Kuraishy and belongs to Mecca and so is Hashaam ibnul Hakim and lives in Mecca also. Both of them speak the same language and have the same pronunciation. Same family and same location, two people recite the same chapter of Fur'qaan from the Quran, but with differences that Omar[R] is prepared to run over him. He hardly waits till the prayers are over and drags him to the Messenger. The Messenger listens to both of them and declares both to be correct. The Messenger then tells them that Quran has been revealed on seven words and you can recite whatever is easier for you. Because of this Allama Saiyyuti writes in *Tufseer e Tuqaan*, "Many people who copy this *hadith* and take it to mean seven different recitations, are very ignorant." It is written in the side notes of this same book of Tuqaan, "This parable satisfies the *hadith*, it is meant from this that 'words' here mean those that have been interpreted, even if they are from the same lexicon. Hashaam and Omar[R] both speak the same language and yet we find difference in them. Abdul Bur[R] has said the same and most religious scholars are copying, as this is what 'seven words' means. (Umd tul Qari, Geem 2, page 21).

This must have caught your attention that these differences were not of recitation or pronunciation. This was a difference in meanings because of interpreted words. Everyone was at liberty to explain the Quran and its meaning in his own words.

The biggest accusal on religious traditions or *ahadith* is, it does not carry the original words of the Messenger of Allah; the *ahadith* are interpretations. Meaning, the narrator gives his own words to the phrases of Messenger. So one does not know what the Messenger said and how was it interpreted and written by the listener. .

QURAN IS ALSO IN INTERPRETED SHAPE:

In order to save face from this accusal, the great conspiracy also enveloped the Quran in its web and spread the rumor that everyone was free, even the Quran can be interpreted freely however a person thinks. In a nutshell one can say, that according to the *ahadith*, Quran was neither compiled nor written during the lifetime of Messenger Muhammad[PBUH]. During the times of the companions of the Messenger, Hazrat Abu Bakr[R], Hazrat Omar[R], Hazrat Uthman[R] or Zaid bin Sabit[R] , whichever of them wrote or compiled the Quran, has mistakes in it *(God save us from these Satanic forces)*. Hajjaj bin Yousaf corrected those mistakes at 11 places in the Quran. Consequently, the Quran that we have with us now, is the interpretation of those words that Hazrat Uthman[R] gave to it and which was later on corrected by Hajjaj bin Yousaf.

8) Hazrat Omar[R] 28

9) Hazrat Zaid bin Sabit[R] 10

10) Hazrat ibne Zubair[R] 34

11) Hazrat Omar ibnul A'as[R] ....(unknown figure)

12) Hazrat Aysha[R] 13

13) Hazrat Salm[R] 2

14) Hazrat Um e Salma[R] ....14 and

15) Hazrat Ubaid ibne Ameer[R] 18

The above quoted figures of difference are those that belong to manuscripts of companions of the Messenger. The anonymous manuscripts have a separate listing under *Tabaeen*[R].

In the period of the disciples of the Messenger and *Tabaeen*, the differences in the Quran was not in its recitation or pronunciation. At times one finds *aa'yaa* and words that are different or modified. The difference in the pronunciation can only be in the delivery of words or phonetics. For this it is necessary that the two individuals concerned must be from different geographical locations. Two persons who come from the same family and same location cannot differ in their pronunciation. But in this case the story is disparate, two persons coming from the same tribe, the same family and the same location were distinctly different from each other on reading Holy Quran. For the sake of proof, we are quoting a parable from Hazrat Omar[R]. This parable besides being in *'Kitab ul Musahaf,* is also quoted in Sahih Bokhari, vol.2, page 247. It states therein that:

"Mus'wer ibne Mukh'rmah and Abdur Rahman bin Abd Qari quote after listening from Hazrat Omar[R] that he said he heard Hashaam bin Hakim (ibne Hazaam), during the Messenger's lifetime reciting the chapter of Fur'qaan from the Quran. When Omar[R] heard him, he was reading a lot of words that Omar[R] had not heard from the Messenger. It was difficult for me to contain myself in my prayers, and so I waited with great anxiety. When he finished his prayers, Omar[R] inquired as to wherefrom did he learn those words of Quran. To that he replied Messenger Muhammad[PBUH] had taught him. Omar[R] accused him of being a liar, as Omar[R] had learnt it differently from the Messenger. Consequently Omar[R] dragged him to the Messenger and said, "I have heard him recite the chapter of Fur'qaan in words different from those that you taught me." The Messenger then said, "Leave him! Hashaam go ahead and recite!" So Hashaam began reciting the same words that he had learnt from the Messenger. And the Messenger said, "That is how it has been revealed." The Messenger then asked Omar[R] to recite. So Omar[R] also recited the words he was taught from the Messenger. And the Messenger said, "This is also the

QURANIC COPIES OF UTHMAN[R] WERE DIFFERENT FROM THOSE OF MEDINA:

21. Khalid bin Aiaas bin Sakhar ibne Abi Al jaihm explains that he read the Quran of Hazrat Uthman ibne Affaan[R] and he found it different from the Medina copies at twelve different places. (The details of this is given in *"Kitab ul Musa'haf,"* which for the sake of brevity we have omitted.)

THE COPIES OF VARIOUS CITIES WERE DIFFERENT:

22. After this Imam ibne Abi Dawood has noted those differences that were present in various copies of the manuscript. It is a very lengthy chapter, so we do not think it feasible to insert it in here. It becomes obvious, the purpose for which many copies that Hazrat Uthman[R] had ordered for different cities, was to eradicate the mistakes once and for all, and that was not fulfilled.

HAJJAJ IBNE YOUSAF CHANGED THE MANUSCRIPT AT ELEVEN PLACES:

23. Imam ibne Abi Dawood with his own certifications, quotes Auf ibne Abi Jameela (from pages #49 and # 117), that Hajjaj ibne Yousaf Saqfi during his period, changed the manuscript of Hazrat Uthman[R] at 11 places. (the details are also in the book). At present, the Quran that the muslim *ummah* has is the same that Hajjaj compiled.

It is also narrated in *'Kitab ul Musahaf'*(the book of manuscripts), that when Hazrat Uthman[R] had completed his manuscript on Quran, there were many companions of Holy Messenger who also had their own manuscripts, that had numerous *aa'yaa* different from that of Hazrat Uthman's manuscript. We should not forget that *'Kitab ul Musahaf'* has also been published by a non-muslim orientalist Arthur Jeffery with grandiosity. Along with it he has also made some addition, in which he has quoted all those *aa'yaa*, that are different from the manuscript of Hazrat Uthman[R]. In *'Kitab ul Musahaf'* the figure of *aa'yaa* is very modest, whereas what Jeffery has quoted in his book are the following figures, of the differences in their respective Quran:

1) Hazrat ibne Masood[R] 1322
2) Hazrat Abi bin Ka'ab[R] 952
3) Hazrat Ali[R] 59
4) Hazrat ibne Abbas[R] 186
5) Hazrat Abu Musa[R] 4
6) Hazrat Hafsa[R] 10
7) Hazrat Uns bin Malik[R] 24

Uptil now we have given you the details of compilation of the Holy Quran, that they say, was done by Hazrat Uthman[R]. Now as to the condition of this Quran, they say:

THERE ARE ERRORS IN QURAN:

16. Imam ibne Abi Dawood quotes from Abdul Ala bin Abdullah bin Amir Kuraishy that when Hazrat Uthman[R] was done with the compilation, he then noticed some errors in the Quran. He told them, "You all have done excellent work, but still I see some mistakes in it, which we leave it for the Arab experts of language to correct."

Voila! The Quran finally was compiled but some mistakes were left. These mistakes were not removed by Hazrat Uthman[R], instead he left those mistakes for the Arabs to correct in their language. Now let us move on........

17. Imam ibne Abi Dawood quotes from Akarma Thai, when the manuscript was brought in front of Hazrat Uthman[R] he noticed some mistakes in it. To which he said, if the dictator had been from Banu Huzail and the writer from Banu Saqaif, there would have been no mistakes.

18. Saeed ibne Jabar is quoted of saying that there are four incorrect words in the Quran.

(a) الصٰبئون (5/69)

(b) والمقيمين (4/162)

(c) فاصدق واكن من الصالحين (63/10)

(d) ان هذا ان لساحران (20/63)

19. Zubair Abu Khalid said that he asked Abaan bin Uthman[R] about the *ayaat* ....والرسخون فی العلم منهم و المومنون يومنون بما انزل "God! How could this happen." Abaan said that it was the calligrapher's fault . He asked what should he write now? He was dictated to write المقيمين الصلٰوة And so he did.

20. Arwah says that I enquired from Hazrat Aysha[R] about the mistakes in the Quran ان هذان لساحران اور والمقيمين الصلٰوة والمؤتون الزكٰوة' اور والذين هادو والصائبون

To which Hazrat Aysha[R] replied, 'Nephew, this is the work of the calligraphers who have overlooked these mistakes."

possession of any part of Quran or has directly heard the Quran from the Messenger must bring it to me." So, people started bringing Quran written on wooden slates, pieces of bone and barks of date palms. And Hazrat Uthman[R] asked each one of them if they had heard it from the Messenger. He then asked the people as to who had the most knowledge among them? People replied that he was Saeed bin A'as[R]. He then asked as to who was the best calligrapher? The people said that he was Zaid bin Sabit[R]. He then ordered that Saeed[R] should dictate and Zaid[R] will write the Quran. He then distributed the copies of Quran in various cities. Ma'sab bin Sa'ad said that he did not meet a single person casting a critical eye on the orders of Hazrat Uthman[R].

14. Imam ibne Abi Dawood quotes from Muhammad ibne Abi[R] that recitation of Quran reached a stage where people began to accuse each other of being a pagan, because of incorrect reciting of Quran. This was brought to the notice of Hazrat Uthman bin Affaan[R], who felt it to his heart. He mentioned to those people, about Kuraish and Ansa'ar. In the gathering were also present Abi bin Ka'ab[R] and Zaid bin Sabit[R], that took place in the house of Omar[R]. The same house where the Quran also resided. Hazrat Uthman[R] was familiar with those people. Muhammad ibne Abi[R] says that Kaseer bin Aflah[R] mentioned, who was one of those people, there was a group of twelve, who put the *ayat* of Quran, over which there was conflict, in the end. Muhammad[R] says that he asked Kaseer as to why he put the conflicting *ayat* of Quran in the end. Kaseer revealed his ignorance at that. Muhammad[R] says, "I have reached a conclusion and you all must not change this. My conclusion is, that whenever there was any conflict on an *ayat*, it will be inserted in the end, so that if they might meet anyone who had lived during the later years with Holy Messenger, he perhaps may give the correct version.

THE SEQUENCE OF QURAN WAS MADE BY HAZRAT UTHMAN[R]:

15. Imam ibne Abi Dawood quotes from Ibne Abbass[R] that he asked Hazrat Uthman[R], as to why he put the two chapters *Anfa'al* and *Bar'aat* of Quran in '*sabaa tawaal*'? "Why did you do that? He told me, "The Messenger Muhammad[PBUH] had during different times, revelations on different topics. Whenever the Messenger received a revelation he asked a calligrapher to put it in its proper reference. *Anfa'al* is from those chapters that were revealed in the beginning, in his Medina years. The chapter of *Bar'aat* was revealed in his later life. It seemed to me that *Bar'aat* chapter is a part of *Anfa'al*. The Messenger passed away and he did not tell us the details, whether the two chapters were part of each other or not. That is why I put these two chapters one after the other and did not write *bismillah hirahman niraheem* between them and put them in *sabaa tawaal*."

these two, began to have differences. So much so, these differences swelled into large conflicts and people were accusing each other of being pagans. When Hazrat Uthman[R] came to know of this, he delivered a sermon and said:

"You all, inspite of my presence, are conflicting on the Holy Quran and critical of each other. Others who live in far off cities, will be more critical than you all. O Companions of Muhammad[PBUH]! Write a united Quran for the people. Abu Qulaba says that Malik bin Uns told me that he was present among those who wrote the Quran. Whenever there was a conflict on any *ayat* of the Quran, and no one could be found who had listened to that *ayat* directly from Messenger, in that case, *aa'yaa* before and after were written and space left in between them for the controversial *ayat*. Until someone was found and sent for, to have the correct *ayat* written. After the editing, Hazrat Uthman[R] would send circulars to all cities, informing the people of the changes in the Quran.

12. Imam ibne Abi Dawood states with his authority, while quoting from Musa'ab ibne Sa'ad that Hazrat Uthman[R] delivered a sermon and said, "It has been merely thirteen years, the soul of the Messenger departed and you all have started to doubt the Quran. Someone says this is Abi bin Ka'ab's recitation while another says it is Abdullah bin Masood's. By God, you are not reciting the Holy Book correctly. Therefore, it is compulsory for everyone that whoever possesses any part of Quran must bring it to me." And so, somebody brought a piece of paper or someone else brought a strip of leather with something written on it. In this manner they collected quite a lot of Quran. Afterwards, Hazrat Uthman[R] came inside and began to call, one by one all those who were in possession of any parts of Quran. He then questioned those, under oath, if they had actually heard the Messenger or if the Holy Messenger had actually dictated the Quran to them. When Hazrat Uthman[R] finished this task, he asked the people as to who among them was the best calligrapher. People replied that he was Messenger's calligrapher Zaid bin Sabit[R]. He then asked, as to who was best in Arabic language. People replied that he was Saeed bin A'as[R] and Hazrat Uthman[R] said alright, "Saeed[R] will dictate and Sabit[R] will write." Hence, Zaid bin Sabit[R] wrote many copies of Quran that Hazrat Uthman[R] had them distributed all over. Abu Qulaba says he heard many companions[R] of Messenger mention that Hazrat Uthman[R] did a very good job.

13. Imam ibne Abi Dawood quotes from Musa'ab ibne Sa'ad again, Hazrat Uthman[R] heard the recitations of Abi ibne Ka'ab[R], Abdullah ibne Masood[R] and Ma'az bin Jambal[R]. He later said in one of his sermons:

"It has been just fifteen years since the Messenger passed from us, and you have started conflicts over Quran. I am making it mandatory that whosoever is in

You can imagine the reaction of the Holy Prophet's companions[R] on the arduous work of compilation of Holy Quran?

9. Imam ibne Abi Dawood quotes from Zr bin Jaish, with his authority, that Abdullah bin Masood said, "I have read over 70 chapters from the sacred mind of the Messenger Muhammad[PBUH] and Zaid bin Sabit was only a child with two strands of hair on his head.

He then quotes Shaqeeq that Abdullah bin Masood said, "من یغلل یأت بما غل یوم القیٰمۃ" Who is this person, that Hazrat Uthman[R] asks me, to recite the Quran in his way? I myself, have read over 70 chapters from the Messenger Muhammad[PBUH]. The Messenger's companions[R] know it very well that I know more than all of them, if I come to know that somebody knows more than me, then I would journey to him and ask.'

QURAN COMPILATION IN HAZRAT UTHMANS[R] REIGN:

10. From the tradition that we mentioned above in number one, Imam ibne Abi Dawood quotes Uns bin Malik Ansari[R], its extension, that when the Egyptians and Syrians gathered in the surrounding areas of Azarbaijan and Armenia, they exchanged and recited the Quran among themselves. There arose a conflict and they were close to *flagrante delicto*. When Huzaifa ibnul Iman[R] observed all this, he brought it to the notice of Hazrat Uthman[R] and said, "I fear there may not arise any controversy of the like of Judo-Christians." Hazrat Uthman[R] upon listening to all this was very perturbed. He sent a messenger to Hazrat Hafsa[R] to procure the manuscript of Quran which Abu Bakr[R] had it written by Zaid bin Sabit[R]. Hazrat Uthman[R] ordered to make copies from this and had them distributed in different areas of the country. When Marw'aan was appointed the Amir of Medina he sent for the same manuscript from Hazrat Hafsa[R], in order to burn it, as he had suspicions that the writers may raise a controversy. Ibne Shahab states, 'I was told by Salm bin Abdullah that when Hazrat Hafsa[R] died, Marw'aan sent strict orders to Hazrat Abdullah Ibne Omar[R] to submit those manuscripts of Quran. And so, as soon as everybody returned from the funeral rites of Hazrat Hafsa[R], Abdullah bin Omar[R] sent the manuscripts to Marw'aan that were later burnt by him. As he was suspicious, there might not be something in them that contradicts the compilation of Hazrat Uthman[R].

HOW WAS QURAN COMPILED IN HAZRAT UTHMAN'S[R] REIGN:

11. Imam ibne Abi Dawood quotes with his authority, from Ayub who quoted from Abu Qulaba that during the times of Hazrat Uthman[R], a *muallim* (Quran reciter) was following some other person's way of recitation, while another *muallim* followed somebody else. Small children who were learning from

CONTRO VERSY DURING THE REIGN OF HAZRAT UTHMAN[R]:

6. Imam ibne Abi Dawood while quoting Yazid bin Mua'wiya narrates that once I was sitting in the company of a famous companion of the Messenger, Hazrat Huzaifa[R] in a mosque, during the times of Waleed bin Aqba. At that time in the mosque there were no guards. Suddenly someone began to announce, whosoever recites Quran in the manner of Abu Musa must stand on one side and whoever recites in the way of Abdullah bin Masood, they must gather towards the side which is in the direction of Abdullah's house. When there arose a controversy between two men on an *ayat* of chapter Baq'ra. One of them recited the *ayat* as واتموالحج والعمرة للبيت while the other recited it as واتموالحج والعمرة لله

Hazrat Huzaifa[R] upon hearing this became very angry and his eyes turned red. He picked up his cloak and folded it into his armpit, there and then stood up in the mosque and told them, "Either Caliph Uthman[R] must come to me or I shall have to go to him, as those before you, who have gone did the same." He then came forward and told them, "God sent the Messenger Muhammad[PBUH] to you all. With the help of *momineen* (his companions), he fought wars with infidels and pagans, until God made them conquerors. Then God raised the Messenger from this earth. After he was gone, people went on a stampede in all directions like wild horses. Then it was Omar[R] and God appointed him Caliph when the Islamic sun was shining. He attempted to reveal the balance in Islam. And when God raised him also, the people were on a stampede again. Then God appointed Hazrat Uthman[R] as their Caliph and ruler. And by God, the time is not far when the people (Muslims) will work so hard, that all previous struggles will become negligible."

VEXATION OF ABDULLAH BIN MASOOD:

7. Imam ibne Abi Dawood quotes Abrahim Nakhee, that when Hazrat Uthman[R] ordered that all other documents on Quran ought to be torn to pieces and destroyed, except the Quran that was compiled. Abdullah bin Masood stood up and said, "Hide all your Qurans, as whoever hides anything, shall have to declare on the Day of Judgement. And Quran is the best thing to bring along with you on the Day of Judgement."

8. Imam ibne Abi Dawood quotes with his authority from Ubaidullah bin Abdullah bin Uthba. He writes that Abdullah bin Masood was annoyed at the appointment of Zaid bin Sabit to write the Quran, and said in his address, "O Muslims! I am kept away from this work of writing the Quran; by God, when I embraced Islam, he was not even born from his pagan father."

COMPILATION OF QURAN WAS BEGUN BY HAZRAT OMAR[R] AND COMPLETED BY USMAN[R]:

5. Imam ibne Abi Dawood quotes Yahya bin Abdur Rahman bin Hatib that Omar Ibn ul Khitab[R] resolved to compile the Holy Quran. For this purpose, he gave his address and told the public that whosoever has any part or information on Quran, ought to bring it to him. People had written the Holy Quran on paper, wooden slates, bark of date-palms, but Hazrat Omar[R] refused to accept any of those unless the person brought with him two witnesses. During this compilation Omar[R] was assassinated and Uthman bin Affaan[R] stood up to carry his torch. He also ordered to submit any part of Quran, whosoever was in possession of. Hazrat Uthman[R] also did not accept any Quran from anyone unless the person was able to produce two witnesses. Meanwhile, Khazeema bin Sabit came and pointed out that he had noticed that two *ayaat* of Quran were missing. Upon asking, he said the Holy Messenger himself had narrated these following *aa'yaa* to him: ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز.........﴾

Hazrat Uthman[R] himself stood witness to these two *aa'yaa* of Khazeema, that these were God sent. After that he asked Khazeema, "Tell us as to where should we insert these two *aa'yaa* in the Quran?" To which Khazeema replied that these two *aa'yaa* must come at the end of the last revealed chapter of Quran. Hence these came at the end of chapter Bur'aat in Quran.

GOAT EATS TWO AA'YAA OF QURAN:

The above mentioned *aa'yaa* of Quran were found, but there were two that were eaten by a domesticated goat; they will never be found till doomsday. In one of the six most authentic *Hadith* books by Ibne Maja we find a parable told by Hazrat Aysha[R], in which she says:

> "The *aa'yaa* on rape and nursing of babies were lying in book form, that was kept in the patio. When the Holy Messenger passed away, we became busy in his funeral. During this time, our domesticated pet goat ate the manuscript of these two *aa'yaa*. And so these *aa'yaa* were wasted."

After this incident, it was decided that these two *aa'yaa* must not be included in the Quran, however, we may act upon them in our lives. What we hear nowadays about the punishment of adultery, that is stoning the criminal, is because of these *aa'yaa* that were eaten by the goat. In the Holy Quran, we read the punishment for this kind of sin is a hundred lashes.

We now know that, according to the *ahadith*, the Holy Quran was neither compiled by the Messenger nor by the first Caliph Hazrat Abu Bakr[R]. Its compilation was started by Hazrat Omar[R] and even then, it was incomplete at the time he was assassinated.

continues, the Quran shall be wasted. He suggested that Quran ought to be compiled. I replied as to how can we accomplish a task that even the Messenger could not complete." But Omar[R] insisted that, it was a good task. So Zaid said, " Abu Bakr[R] said to me that I was young and intelligent and that I had been writing the revelations of Messenger. We do not doubt you and you must write the Quran." Zaid bin Sabit[R] further writes, 'If I had been asked to move a mountain, it would not have been more difficult than this task. I then asked both of them as to how can you accomplish what Messenger Muhammad[PBUH] could not do. Abu Bakr[R] and Omar[R] replied, that by God, it is a noble task and kept insisting until I realized, that is how it was meant to be, so my desire also became the same. Thus in order to write, I began to search for the papers, date palm barks, stones and in the hearts of the companions[R] of the Holy Messenger. There was one *ayat*, that I listened to Messenger repeat many times, which I could not find. I began my search for it and finally got it from Khazima bin Sabit and put those words in their proper chapter."

HOW QURAN WAS COMPILED:

2. Imam ibne Abi Dawood quotes Arwah ibne Zubair that the numerous slaughters of the reciters of Quran scared Abu Bakr[R] that this would finish the Quran. So he asked Zaid bin Sabit[R] and Omar[R] to sit at the gates of the mosque and write the words of Quran from whosoever could bring two witnesses to support his statement.

Imam ibne Abi Dawood writes from Abd e Khair's quote that he heard Hazrat Ali[R] comment that Abu Bakr[R] shall be the most blessed in heaven. He is the first one to compile the Quran.

Imam ibne Abi Dawood writes from the quotes of Salm and Kharja that when Abu Bakr[R] had congregated all the paper work on Quran, it was denied by Zaid bin Sabit[R]. So he asked Omar's[R] help, to persuade Zaid bin Sabit[R]. That is how Zaid consented and revised the paper work of Hazrat Abu Bakr[R]. This documentation was with Abu Bakr[R] till his death. After that it was in possession of Hafsa[R], wife of the Messenger. Later Hazrat Uthman[R] asked for this manuscript of Quran, to which Hafsa[R] refused. Until Uthman[R] promised to return them to her. So Uthman[R] after copying from the manuscript, returned it to her. These books remained with her, until Marwa'an's times, when these were confiscated and burnt.

You must have observed how one parable contradicts the other, about such an important issue. However, it is being asserted. Quran was not compiled during Messenger's lifetime and it was congregated and written during Abu Bakr's[R] tenure.

In order to change the original God sent *Deen* into a new religion, the only effective technique was to fabricate and amalgamate the *ahadith* and attribute them to Muhammad[PBUH]. Hence this nefarious scheme was applied in a brazen and shameless way. The hardest question arises that if *ahadith* were also a part of *Deen* then why were they not compiled in book form and given to the *ummah* by the Holy Messenger like the Quran, and why was it not memorized by heart? As is believed, if Quran is a prelude, then *Hadith is* the main theme or if Quran is the sentence, then *ahadith* are its explanation. If Quran can be over-ruled by a*hadith*, that has all the decisive powers, then it ought to have been more seriously safeguarded and protected as compared to Quran and delivered to the *ummah*! It was no piece of cake to find an answer to this dilemma. The answer to these conspirations, was to spread the news, that even the Quran was not given to the Muslims of that period, in book form by Messenger Muhammad[PBUH]. It was compiled and edited after the demise of the Messenger, and just as we find conflict in *ahadith*, the Quran(God forgive us) also contained controversy and conflict during the times of *tabaeen*[R] and companions[R] of the Messenger. The *aa'yaa* (sentences) of Quran were compiled, by the recitation of one or two individuals, similar to the method adopted in the case of *Hadith*. For this purpose they made new *ahadith* and propagated them in the public. These *ahadith* or traditions are still present, even today in the *Hadith* collection.

For the sake of reference, one is invited to read Hafiz Abu Bakr Abdullah ibne abi Dawood Sulaiman ibne Asha'cee Sajastani's famous work entitled '*Kitab ul Musahaf*,' that carries much significance in this matter. In this book, all the traditions linked with Quran are classified in a separate chapter. The same traditions are found scattered in other *Hadith* books. Abu Bakr ibne Abdullah abi Dawood was born in *hijra* 230 and died in *hijra* 312. He was the son of one of the famous six *Hadith* narrators, Imam Abu Dawood Sulaiman ibn Asha'ace Sajastani and whose famous book is part of '*Sahaa Sita*.' Consequently the book '*Kitab ul Musahaf*,' is taken as one of the authentic books of *Hadith*. Imam Ibnul Jazre called him 'the most trustworthy.' In Baghdad he was known as '*Imam ul Iraq*,' in the elite and in public he was looked upon with great honor and respect. The Sultan of those days had erected a throne for him in the mosque of Baghdad. He sat on this throne and narrated the *ahadith*. The sages of Iraq took from his *ahadith*, but no one was able to reach his status. Let us examine some *ahadith* from the famous '*Kitab ul Musahaf*.'

QURAN WAS COMPILED BY HAZRAT ABU BAKR[R] AND NOT BY MUHAMMAD[PBUH]

1. Imam ibne Abi Dawood quotes Zaid bin Sabit[R] and writes, that in the year when the family of Yamama was murdered, Hazrat Abu Bakr[R] sent someone for him. At that time Hazrat Omar[R] was also present. Abu Bakr[R] said, "Omar[R] came to me and informed me that, the reciters of Quran have been slaughtered in broad daylight. That he was afraid if this execution of reciters

THE STATUS OF HADITH...

HOLY QURAN ACCORDING TO OUR TRADITIONS

Chapter 9

Translated By

Aboo B. Rana

****

The system of *Deen* is completely dependent on conviction. Upon this foundation is built the structure of *Deen*. We are undoubtedly convinced that what we consider *Deen* has been granted to us by God Almighty. If this conviction is even faintly doubted the whole system of *Deen* is shattered.

Let us, as an example say, that we are convinced that Allah^SWT^ revealed His revelations on Moses^PBUH^ and Jesus^PBUH^. Through these revelations, both the Messengers were granted the same *Deen*. that is now in its complete form in the Quran. In the present times Judaism and Christianity both claim to possess Torrah and Bible, yet we do not take these books to be part of our *Deen*. Obviously, because these heavenly books have been amalgamated and modified. We are neither convinced nor believe, that the matter in these heavenly books today, is in the same words that were revealed to those Messengers. It can be said that some portions of these books are still authentic, so what is wrong with claiming those portions as part of *Deen*. Granted that some portions contained in these religious books may perhaps be true. We have mentioned above, that in matters of *Deen*, even the slightest doubt destroys the whole structure of belief. That is the main reason we are unable to call the holy books of Torrah and Bible as part of *Deen* now. After that came Quran, of which we are convinced that from its opening words '*Al Hamd*' to the last word '*Wun'aas*' it is exactly the same as was revealed upon Muhammad^PBUH^ by Allah^SWT^ and which Messenger Muhammad^PBUH^ delivered it, word for word and letter for letter, to the *ummah*. Now it must be seriously considered that if we have the slightest doubt about this book, then for that individual, Quran will not remain the source of *Deen* at all. It will have the same status as that of previous holy books of Torrah and Bible.

FOUNDED IN 1938 AT THE BEHEST OF ALLAMA IQBAL® AND QUAID-E-AZAM®

R.L.No. CPL-22
VOL:55
ISSUE 04

Monthly
TOLU-E-ISLAM
25-B, Gulberg 2, Lahore, PAKISTAN
Phone: 5714546, 5753666 Fax: 5866617
Email: idara@toluislam.com
Web Site: http://www.toluislam.com/

AMBER®

We are ISO 9001 certified!!

AMBER *Range of Products:*

Capacitors for Motor Start-Run, Fans, Blowers, Air Conditioners, Fluorescent Lamps, High Pressure/High Intensity Discharge Lamps, and, Power Factor Correction.

CUSTOMER SPECIFICATIONS ARE WELCOME!!

Amber Capacitors Limited
16-Link Mcleod Road, P. O. Box 468,
Lahore, PAKISTAN.

Phone: +92 42 722 5865, 722 6975
Fax: +92 42 723 2807, 586 6617
Web Site: http://ambercaps.com/
Email: amber@ambercaps.com